مختصر روئداد جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۲۸ء

خدا تعالےٰ کے خاص فضل و کرم اور اس کی ذرہ نوازی کے طفیل جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع ۲۶ر دسمبر سنہ ۲۵ء سے شروع ہو کر ۲۸۔دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

سالانہ جلسہ کے مہمان ۱۹۔دسمبر سے قبل ہی آنا شروع ہو گئے تھے۔ اور مہمانوں کی ایک خاص تعداد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی معیت میں ۱۱۔دسمبر کو جبکہ پہلی گاڑی قادیان آئی۔ قادیان پہونچ گئی۔ لیکن ۲۳۔دسمبر کے بعد قادیان آنے والوں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی۔ کہ محکمہ ریلوے کو تین معمولی ٹرینوں کے علاوہ ایک سپیشل ٹرین روزانہ چلانی پڑی۔ جو ۲۸ر دسمبر تک چلتی رہی ؂

مہمانوں کو آرام و آسائش پہونچانے کے لئے قادیان کے اسٹیشن پر والنٹیرزوں کا انتظام تھا۔ جو ہر گاڑی پر موجود رہ کر مہمانوں کے ہر طرح کے آرام کا خیال رکھتے۔ اور ان کا اسباب جائے رہائش تک پہونچاتے تھے۔ حسب دستور مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام جماعت کی طرف سے تھا

اور والنٹیرز نہایت ہمت سے نو بجے صبح سے قبل کھانا کھلا دیتے تھے تا احباب جلسہ کی کارروائی میں ابتدا سے ہی حصہ لے سکیں یوں تو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر جلسہ تعداد مہمانان کے لحاظ سے پہلے سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے۔ لیکن اس سال مہمانوں کی کثرت بہت زیادہ تھی۔ اور باوجودیکہ جلسہ گاہ کا رقبہ ۱۳۰ × ۱۱۰ فٹ تھا۔ جو گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تھا۔ اور پندرہ سیڑھیوں کی گیلریاں چاروں طرف ترتیب سے بنائی گئی تھیں لیکن پھر بھی ۲۷ر دسمبر کو جس وقت حضرت خلیفۃ المسیح نے جلسہ گاہ میں نزول اجلال فرمایا۔ جگہ کی تنگی محسوس ہو رہی تھی۔ اور بہت سے لوگ مجبوراً گیلریوں کے نیچے کھڑے تھے ؂

۲۶۔دسمبر کی کارروائی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے جلسہ کا باقاعدہ افتتاح کرنے سے قبل مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم شہید ماریشس کے لڑکے نے جس کی عمر ۱۰۔۱۱ سال ہوگی۔ تلاوت قرآن مجید کی پھر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور مولوی غلام احمد صاحب اختر اوچ اور چند دیگر دوستوں نے دلچسپ نظمیں سنائیں ؂

۱۰۔بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے باوجود علالت طبع اور سخت نقاہت کے بنفس نفیس جلسہ کا افتتاح ایک مختصر سی تقریر اور دعا کے ساتھ فرمایا جس میں دوستوں کو خشوع و خضوع سے دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی۔ یہ تقریر اسی پرچہ میں درج کی گئی ہے۔ حضور کے تشریف لے جانے پر جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب شروع ہوئی ؂

جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب

بیرسٹر و ممبر پنجاب کونسل لاہور نے اسلام و حفظان صحت کے موضوع پر ایک مفید تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا۔ کہ اسلام نے روحانی ترقی کے ساتھ صحت جسمانی کا خیال رکھنے کا بھی خاص طور پر حکم دیا ہے۔ گویا روحانی و جسمانی ترقی کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔ اس سے ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی جسمانی صحت کی نگہداشت نہایت احتیاط اور توجہ سے کرے۔ اور ان اصول پر خاص طور پر کاربند ہو۔ جو اس کی صحت کی درستی کے

لئے ضروری ہیں۔ اور ایسا کرنے سے وہ دنیاوی طور پر تکلیفات اور بیماریوں سے محفوظ رہنے کے علاوہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل کرنے والا ہوگا۔ نیز آپ نے چند ایک ایسے اصول بیان کئے۔ جو طبی نقطۂ نگاہ سے انسانی صحت کی درستی میں ممد ہو سکتے ہیں۔

جناب چوہدری صاحب کی تقریر کے لئے پروگرام میں ایک گھنٹہ وقت رکھا گیا تھا۔ اور آپ نے مقررہ وقت میں تقریر ختم کی۔

جناب دردؔ صاحب کی تقریر

جناب چوہدری صاحب کے بعد جناب مولوی عبدالرحیم صاحب دردؔ سابق مبلغ انگلینڈ نے "مغربی دنیا میں عیسائیت کی موجودہ حالت اور تبلیغ اسلام کے لئے موقعہ" پر تقریر کی۔ اور بتایا۔ کہ یورپ کی دنیاوی ترقیات اس وجہ سے نہیں ہیں۔ کہ وہ عیسائی مذہب رکھتا ہے۔ کیونکہ عملاً یورپ عیسائیت کو خیرباد کہہ چکا ہے۔ اور وہاں کے لوگ اسلامی خوبیوں کے قائل ہو رہے ہے۔ اور ایک ایسے راہبر کی تلاش میں ہیں۔ جو انہیں اس روحانی کرب سے نجات دے جس میں وہ مبتلا ہیں۔ بلکہ ان کی ترقی کی وجہ اُن کی جدوجہد ہے آپ نے بتایا۔ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان میں نہایت کامیابی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ اور ایسے لوگ وہاں پیدا ہو رہے ہیں۔ جو اسلام کے ہر ایک حکم پر عمل کرنا اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

دردؔ صاحب کی تقریر پر پہلا اجلاس ختم ہوا۔ احضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت کی وجہ سے مولانا مولوی شیر علی صاحب نے مجمع کو ظہر و عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھائیں۔ اور ایام جلسہ میں مولانا موصوف ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نیابت میں نمازیں پڑھاتے رہے۔

دوسرا اجلاس

اڑھائی بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور مولوی غلام احمد صاحب اختر و محمد حسن صاحب رہتاسی کی نظموں کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب نے "ضرورت نبوت" پر بہت عمدہ تقریر کی۔ اور قرآن کریم کے حوالہ جات سے ثابت کیا۔ کہ نبوت کی جو ضرورتیں قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔ وہ اس وقت بھی موجود ہیں۔ اس لئے نبوت کی اس زمانے میں بھی ایسی ہی ضرورت تھی۔ جیسی پہلے کسی نبی کے زمانہ میں ہو سکتی تھی۔ مولوی صاحب کی تقریر کو حاضرین نے بہت دلچسپی سے سُنا اور پسند کیا۔

رپورٹ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ

مولوی صاحب کی تقریر کے بعد جناب ناظر صاحب اعلیٰ نے صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ پڑھکر سنائی۔

ریلوے حکام کا شکریہ

اسی دوران میں آپ نے ریلوے حکام کے شکریہ کا ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ انہوں نے سالانہ جلسہ پر ریل گاڑیوں کا اعلیٰ انتظام کر کے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو بہت آرام پہونچایا ہے۔ یہ ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہوا۔ اور ریلوے حکام کو بذریعہ تار اس کی اطلاع دی گئی۔ اس کو ۲۶ دسمبر کی کارروائی ختم ہوئی۔

پروگرام میں تبدیلی

اس دن کے پروگرام میں "خطبہ مجلس استقبالیہ" جناب ناظر صاحب ضیافت کی طرف سے پیش ہونا درج تھا۔ اور "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخی شخصیت" پر جناب میر محمد اسحاق صاحب کا لیکچر تھا۔ لیکن افسوس۔ کہ جناب میر صاحب موصوف چونکہ جلسہ سالانہ کے تمام انتظامات کے انچارج تھے۔ اس لئے آپ نہ خطبہ استقبالیہ پیش کر سکے۔ اور نہ تقریر کر سکے۔ اس وجہ سے پروگرام کے مطابق کارروائی نہ ہو سکی۔ اسی طرح ضرورت نبوت پر جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کی تقریر تھی۔ مگر وہ گلہ کی خرابی کی وجہ سے تقریر نہ کر سکے۔ اور ان کی جگہ مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل کو کھڑا کیا گیا۔ پروگرام میں اس طرح تغیر و تبدل ہونے کی وجہ سے جلسہ میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اور بہت سے لوگ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب دردؔ ایم۔ اے کے نہایت اہم اور ضروری لیکچر کو نہ سُن سکے۔

مولوی اللہ دتا صاحب کے کھڑے ہونے پر بھی حاضرین کی تعداد اتنی نہ تھی۔ جتنی ہونی چاہیے تھی۔ اور جناب ناظر صاحب اعلیٰ کے صیغہ جات کی رپورٹ سنانے کے وقت تو اور بھی کمی واقع ہوگئی۔ اور بہت سے لوگ اُٹھ کر جانے لگے۔ حالانکہ صیغہ جات کی رپورٹ نہایت اہم اور ضروری چیز ہے۔ جس کا سُننا ہر احمدی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ عام طور پر رپورٹ کو ایک خشک مضمون سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کم لوگ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کوئی ایسا طریق ضرور اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ تمام انجمنوں کے کارکن اور ذمہ وار ارکان کو الف رپورٹ سے آگاہ ہو سکیں۔

۲۷ دسمبر کی کارروائی

۲۷ دسمبر کو کارروائی پورے وقت پر شروع ہوئی۔ اور جناب میر محمد اسحاق صاحب نے جلسہ کی کارروائی کو باقاعدہ اور بہت احسن طور پر چلا کر دکھا دیا۔ کہ اگر ضرورتاً اور مجبوراً پروگرام میں تبدیلی کرنی پڑے۔ تو بھی جلسہ عمدگی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

چونکہ جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال اپنی اہلیہ صاحبہ کی شدید علالت کے باعث تشریف نہ لا سکے۔ اس لئے ان کی بجائے

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوات والسلام میں سے چند ایک نہایت دلچسپ واقعات سُنا کر حاضرین کے ایمانوں کو تازہ کیا۔ حاضرین نے جناب شیخ صاحب موصوف کی تقریر بہت پسند کی۔

ان کے بعد

مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب

نے تربیت اولاد پر نصف گھنٹہ تقریر فرمائی۔ چونکہ وقت بہت کم تھا۔ اس لئے پوری طرح تفصیل بیان نہ ہو سکی۔

مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کے بعد نصف گھنٹہ

صاحبزادہ عبدالسلام صاحب

ابن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو تقریر کے لئے دیا گیا۔ جس میں انہوں نے دلچسپ تقریر کی۔ ان کی تقریر کے بعد جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب ناظر اعلیٰ نے

شراب نوشی کے خلاف

حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔

"جماعت احمدیہ کے پندرہ ہزار نمائندگان اپنے سالانہ اجلاس میں جمع ہو کر بالاتفاق گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ جلد سے جلد پنجاب میں شراب نوشی کے انسداد کا مناسب انتظام کرے۔"

یہ ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوا۔

اس کے بعد

جناب مولوی غلام رسول صاحب

راجیکی نے "نبوت حضرت مسیح موعود اور غیر مبایعین" کے مسئلہ پر تقریر فرمائی۔ جو بہت دلچسپ تھی۔ اور سامعین نے اس پر بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ آپ کی تقریر کے بعد پہلا اجلاس ختم ہوا۔ نماز ظہر و عصر کے بعد

دوسرا اجلاس

شروع ہوا۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی تشریف آوری سے قبل منشی قاسم علی صاحب قادیانی اور دیگر کئی دوستوں نے نظمیں پڑھیں۔ اور جب حضورؑ تشریف لائے تو حاضرین نے نہایت ہی بلند اور پر زور نعرۂ تکبیر سے حضورؑ کا استقبال کیا۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحبان نے حضور کی کمزوری صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف ایک گھنٹہ بولنے کی درخواست کی تھی۔ مگر حضورؑ نے اپنے خدام کے اخلاص اور تڑپ کو دیکھکر دو گھنٹہ سے زیادہ تقریر کی جس میں جماعت کی تمدنی ترقی کے ذرائع بتائے۔ نیز مولوی محمد علی صاحب کی اپنے جلسہ میں تقریر کا ذکر کرتے ہوئے مقابلہ پر تفسیر قرآن لکھنے کے چیلنج کا اعادہ فرمایا۔ مولوی صاحب نے مالی لحاظ سے اپنی انجمن اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مقابلہ کرتے ہوئے دعوےٰ کیا تھا۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں زیادہ ترقی کر رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اگر مولوی صاحب کا یہ دعوےٰ مان بھی لیا جائے۔ کہ وہ مالی لحاظ سے ترقی پر ہیں۔ تو بھی یہ ایک مذہبی گروہ کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ کس جماعت کے لوگوں میں قربانی اور ایثار کی روح زیادہ پائی جاتی ہے۔ مولوی صاحب۔ مثلاً تین پیسے فی روپیہ چندہ اب دینے لگے ہیں۔ مگر ہماری جماعت ... سے ایک آنہ فی روپیہ دیتی ہے۔ حضور نے اسی سلسلہ میں یہ فرمایا۔ مولوی صاحب کے...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۲ | قادیان دارالامان مورخہ یکم جنوری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کی افتتاحی تقریر

جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء کے موقعہ پر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۲۶ دسمبر باوجود علالت طبع اور بہت نقاہت کے عین مقررہ وقت ساڑھے دس بجے جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اور تمام مجمع کو السلام علیکم کہا۔ اور کھڑے ہو کر تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد افتتاحی تقریر فرمائی۔ جس میں خلوص قلب سے دُعا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور پھر حضور کے ساتھ تمام مجمع نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور حضور دوبارہ السلام علیکم کہہ کر تشریف لے گئے

حضورؑ نے حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

میری غرض اس وقت یہاں آنے کی صرف یہ ہے۔ کہ میں دعا کے ساتھ اس جلسہ کا افتتاح کروں۔ میں اللہ تعالےٰ کا فضل سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے آج اس موقعہ پر یہاں آنے کی توفیق دی ہے۔ ورنہ پرسوں شام تک میں امید نہیں کرتا تھا۔ کہ آکر جلسہ کا افتتاح کر سکونگا۔

اس وقت میں دوستوں کو صرف اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہماری دعائیں حقیقی دعائیں ہونی چاہئیں۔ جس طرح دنیا میں اور رسمیں ہیں جنہیں ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دعائیں بھی لوگ رسمی طور پر کرتے ہیں۔ جس طرح دنیا دار لوگ اپنے جلسوں کے افتتاح کے موقعہ پر بعض قومی رسوم ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض مذہبی لوگ اپنے جلسوں کا افتتاح دُعا کے ساتھ کرتے ہیں۔ مگر اُن کی دعائیں ان کے ہونٹوں سے نیچے قلوب سے نہیں نکل رہی ہوتیں۔ اور پھر ان کے ہاتھوں کے فاصلہ سے آگے پرواز نہیں کرتیں۔ ان کی دعائیں زبانوں سے نکل کر ہونٹوں تک آکر رہ جاتی ہیں نہ ان کے دل سے نکلتی ہیں نہ خدا تعالےٰ کے عرش کو ہلاتی ہیں۔ وہ ایک جسم ہوتی ہیں۔ بلا روح کے۔ یا ایک تلوار ہوتی ہیں۔ جس کی دھار بالکل کند ہوتی ہے۔ بلکہ اگر میں قرآن کے الفاظ کی ترجمانی کروں۔ تو میں کہوں گا۔ کہ وہ ایسی تلوار ہوتی ہے۔ جس کی دھار تو کند ہوتی ہے۔ جو دشمن پر پڑتی ہے۔ لیکن اس کی دوسری طرف بہت تیز ہوتی ہے۔ جو ایسی تلوار چلانے والے کو کاٹ دیتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون وہ دعاء بجائے اس کے کہ کوئی مفید اثر پیدا کرے۔ اسی کو کاٹ دیتی ہے۔ جو ایسی دعا کرتا ہے۔ کیونکہ وُہ خُداوند خدا زمین و آسمان کے خالق خدا سے ہنسی اور تمسخر ہوتا ہے۔

پس اے میرے دوستو۔ بھائیو اور عزیزو۔ ہماری دعا۔ ہمارے دلوں سے نکلے خدا تعالےٰ پر یقین اور ایمان رکھتے ہوئے نکلے تاکہ اللہ تعالےٰ کے حضور مقبول ہو۔ ہمارے لئے بابرکت ہو۔ اور ہماری کوششیں اور محنتیں ضائع نہ ہوں۔

جلسہ سالانہ کا نظارہ

خدا کا رسول موعود مسیح آیا۔ جو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل حسن کی چمک دوبارہ دنیا میں لایا۔ وہی محبوب دوبارہ دنیا میں آیا۔ آیا اور بتقاضائے بشریت دنیا سے رخصت بھی ہو گیا۔ تاہم وہ زندہ ہے۔ کیونکہ اس کا نور زندہ ہے اس کے حسن کی چمک زیادہ سے زیادہ ظاہر ہو رہی ہے۔ خدا نے اسی کے طفیل اس کے نور کو قائم رکھنے والے وجود قدرت ثانیہ کے رنگ میں پیدا کئے۔ وہ بھی اسی مے کے ساقی ٹھیرے۔ دارالامان کے دروازے ہر طالب صادق کیلئے کھولے گئے۔ قادیان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوئی۔ اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی۔ اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی۔ ایک ایک بیت بیت اللہ بنائی گئی۔ اس کی مساجد پُر نور۔ موذن کی اذان پُر نور۔ اسلام کے غلبہ کی تصویر یعنی منارہ اسی جگہ بنائی گئی۔ جہاں خدا کا مسیح نازل ہوا۔ اس منارہ سے وہی لا الٰہ الا اللہ کی آواز پھر بلند کی گئی جو آج سے تیرہ صدیاں قبل عرب میں بلند کی گئی تھی۔ امت محمدیہ پر رات اور ظلمت کا زمانہ گزر رہا تھا۔ کہ خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت کے تقاضے سے محمدؐ کی عبدیت راتوں رات سفر کر کے مسجد حرام سے مسجد اقصٰی پر نازل ہوئی۔ تاکہ محمدیوں کے پاؤں کو پستی سے اٹھا کر مینار بلند پر قائم کرے۔ پھر محمدؐ نے اپنی امت کو بلایا۔ پکارا کہ اے میری امت گو تو نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن ہم نے تجھے نہیں چھوڑا۔ ہم پھر تجھے اٹھانے کیلئے آئے ہیں۔ اٹھ اور اٹھ کر محمدیت کا نور حاصل کر۔ اور پھر دنیا میں اسلام کے نور کو قائم کر۔

یہ خدا کی طرف سے آواز تھی۔ جو اسلام کی حفاظت کیلئے بلند کی گئی اور اپنے آسمانی اثر کے ساتھ لاکھوں سلیم الفطرت طبائع کو مقناطیسی کشش کی طرح کھینچ لائی۔ جو سوئے پڑے تھے۔ ان میں بیداری پیدا ہوئی۔ جو مردے تھے زندہ ہو گئے۔ اور زندہ ہو کر محمدؐ کے سچے عاشق بن گئے۔ جنت کی شراب طہور پھر نازل ہوئی۔ وہی جو تیرہ صدیاں قبل عرب میں نازل ہوئی تھی۔ ؏

وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی

ان عاشقان محمدؐ کا سالانہ اجتماع قادیان میں ماہ دسمبر میں ہوا۔ تمام ہندوستان سیلون برما۔ بلکہ غیر ممالک مثلاً افغانستان۔ ایران و عرب سے وسط دسمبر بلکہ اس سے بھی قبل آہستہ آہستہ لوگ جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کی ہر ایک حرکت سے محبت کا جوش ٹپکتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کے پاس سفر خرچ بھی نہیں ہوتا۔ مگر پھر بھی کشاں کشاں وہ دیار محبوب تک پہنچ ہی جاتے ہیں۔ اکثر بوجہ بڑھاپے کی عمر کے ضعیف القویٰ ہونے کے باوجود سفر کی صعوبت بخوشی قبول کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سفر ان کو محبوب کی گلیوں تک پہنچاتا ہے۔ ان کو اپنے آقا کے پاس لے جاتا ہے جس سے وہ روحانی علوم کے خزانے حاصل کرتے اور فتح اسلام کیلئے جہاد کے صحیح طریق اور ہدایات سیکھتے ہیں۔ یہ خدا کے سپاہی ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں خدا کے نام کو بلند کرنے کیلئے وقف کی ہوئی ہوتی ہیں۔ خدا کی محبت سے معمور ہوتے ہیں۔ ریل گاڑیاں بوجہ ہجوم کے کھچا کھچ بھری ہوتی ہیں۔ اور سفر کو اور بھی زیادہ دقت کا باعث بناتی ہیں۔ مگر یہ زائرین دیار محبوب ہنستے چہروں کے ساتھ ایک دوسرے کو بیٹھنے کی اور کھڑے ہونے کی جگہ دیتے اور ساتھ ہی یہ عاشق محبت الٰہی کے جوش میں ان کو بھی خدائے یکتا کا پیغام سناتے۔ اور ان کو بھی اسی مے کی دعوت دیتے جاتے ہیں۔ جن کو ابھی تک اس نور کی شناخت نصیب ہوئی ہو۔ دیکھنے والے ان کو مجنون اور دیوانہ خیال نہ کریں۔ مگر وہ کیا کریں۔ مجبور ہیں۔ اور عشق الٰہی میں وہ اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے کوشش کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ راتوں کی سخت سردی میں سفر کرتے ہیں۔ اور مزے لے لے کر سفر کرتے ہیں۔ کیونکہ مسیحؑ کے خدا نے اس وقت جبکہ حضور کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ تھا۔ اور قادیان کو بھی کوئی نہ جانتا تھا۔ فرمایا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق۔ کہ تیرے پاس اس کثرت سے لوگ آئیں گے۔ کہ رستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ ہر قدم کے ساتھ ان کو خدا اور خدا کے دین اسلام اور خدا کے مسیح موعودؑ کی صداقت یاد آتی ہے۔

خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے ارد گرد دیوانہ وار جمع ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان کا دل اس زمانہ میں مضطرب ہے۔ کہ ایک امام ایک لیڈر کی ضرورت ہے جس کے ہاتھ پر سارے مسلمان جمع ہو کر ایک ہو جائیں۔ اور ایک ہو کر اسلام کو غالب کریں۔ اس کا دل بھی اس پیاس کو محسوس کرتا ہے اور مخبر صادقؐ نے بھی ایک امام کے ظہور کی پیشگوئی کی ہے۔ مگر اے اہل اسلام اپنی آنکھیں کھولو۔ اور دیکھو کہ خدا نے ایک ہاتھ بھیجا ہے۔ اس ہاتھ پر جمع ہو جاؤ۔ کیونکہ اس کے ساتھ خدا کی تائید ہے۔ اس کے ساتھ خدا کا نور ہے۔ اس کے ساتھ خدا کا فضل ہے۔ اس کے ساتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو مسلمین کو ساری دنیا پر غالب کریگا۔

مسیح موعود علیہ السلام کی بستی میں عاشقان محمدؐ کے اجتماع کا نظارہ دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اذانوں کی گونجیں۔ تکبیر کی آوازیں۔ مسجدوں کا نہ صرف کھچا کھچ بھرا ہونا بلکہ تمام بازاروں اور گلیوں اور کوچوں اور دکانوں میں۔ اور مکانوں کی چھتوں پر ہر طرف نماز باجماعت میں خدا کے بندے دست بستہ کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ نظارہ عجیب ہوتا ہے یہ لوگ نہ کسی تجارتی فائدے کیلئے نہ کسی اور دنیاوی فائدے کیلئے بلکہ محض خدا کیلئے اس مقدس مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ اور ان کے اوقات تمام کے تمام ذکر الٰہی میں صرف ہوتے ہیں۔ اکثر مسیح موعودؑ کی مسجد مبارک میں رات کو تہجد کیلئے جاگتے ہیں۔ فرش مسجد پر بغیر بستر سونے کو بہت لوگ نعمت غیر مترقبہ خیال کرتے ہیں۔ مسجد میں نماز کیلئے نماز فجر پُر نور کو حاصل کرنے کیلئے راتوں کے دو دو تین تین بجے ہی جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اذان کے بعد آنے والوں کو مسجد میں جگہ ملنا محال ہوتا ہے۔ اور ان کو گلیوں میں ہی کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اسی طرح ہر نماز کا حال ہے۔ بہت عشاق حضرت امام کے قریب کھڑے ہونے کی تمنا کی گھنٹوں پہلے نماز کی تیاری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ساکنین دارالامان میزبان کی حیثیت سے دن رات مہمانوں کی خاطرداری میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثروں کیلئے راتوں کو سونا حرام ہوتا ہے۔ بوڑھے بھی کام میں مصروف ہوتے ہیں۔ جوان بھی اور بچے بھی کام میں لگے ہوتے ہیں۔ پانچ پانچ چھ چھ برس کے بچوں کا نشان معاون بازو پر باندھے ہوئے مہمانوں کی خدمت میں ادھر ادھر پھرتی کے ساتھ بھاگے پھرنا بڑوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوتا ہے۔ ہر عورت بھی خدا کے مسیح کی مہمان مستورات کی خدمت میں لگی ہوتی ہے۔ اور سب کا شوق خدمت محبت محمدیہ کے نور سے رنگین ہوتا ہے۔

دور و نزدیک جمع ہونے والے عشاق احمدیت پروانہ وار اسلام کے سپہ سالار خلیفۃ اللہ کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو سچی عشق اور حقیقی محبت کا نظارہ دیکھنا ہو تو بخدا یہ نظارہ آج دنیا میں ایک اور صرف ایک ہی جگہ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک پیاسہ جو شدت گرمی کی وجہ سے تڑپ رہا ہو۔ اس کی تڑپ کا بھی اس کی تڑپ کیسا تو بھلا کیا مقابلہ ہے۔ جو احمدی یعنی عاشق الٰہی کے دل میں اپنے امام کی زبانی قرآنی علوم و معارف کے سننے کیلئے ہوتی ہے۔ حضرت امام کی تقریر ایک آسمانی علوم کی بارش ہوتی ہے۔ شاعرانہ مبالغہ نہیں بخدا سچ ہے۔ اسلام کی محبت کی قسم سچ ہے۔ کہ قرآن ایک کھلی ہوئی کتاب کی صورت میں آسمان پر نازل ہوتی ہے۔ بخدا آسمانی انوار کی بارش اس مجلس پر نازل ہوتی ہوئی دیکھی ہے۔ کئی کئی گھنٹے تک حضرت امام عباد اللہ کی محبت کی خاطر آسمانی مائدہ کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔ اور احمدیت کے عاشق ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں۔ وہ ہر ایسی حرکت سے بھی بچتے ہیں۔ جو حضرت امام کے کسی ایک لفظ یا حرف کے سننے میں بھی حارج ہو۔ نور الٰہی کا مجسمہ ان کے درمیان ہوتا ہے۔ محبت کی بجلی ان کے ذرہ ذرہ میں سرایت کئے جاتی ہے ملائکۃ اللہ کے پہرہ کے درمیان ان کی نشست ہوتی ہے۔ ان کی روحوں کے تمام میل اور گند دھل جاتے ہیں۔ ان کے دل پہلے سے بھی زیادہ انوار اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ کان اللہ نزل من السماء۔ فسبحان اللہ العلی الحکیم۔ یہ لوگ غربت کے لباس میں ہوتے ہیں۔ مگر دنیا کو روحانی علوم کے خزانے تقسیم کرنے کیلئے اپنی جیبیں بھرے ہوتے ہیں۔ خدا کے فرستادہ کے خلیفہ کے ہاتھ سے یہ لوگ روحانی مشعلوں کے رنگ میں بنا دئے جاتے ہیں۔ جو روحانی سورج سے محبت الٰہیہ کی روشنی حاصل کر کے تمام دنیا کیا مغرب کیا مشرق کو منور کرنے کیلئے آسمانی طاقت اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ اے دیکھنے والے تو ان کو معمولی انسان مت سمجھ یہ خدا کے چنے ہوئے سپاہی ہیں۔ جو رحمٰن اور شیطان کی آخری جنگ میں فتح پانے کیلئے اٹھائے گئے ہیں۔ یہ امن کے شہزادے کے غلام ہیں جو دنیا میں تمام برائیوں اور تفرقوں کو مٹا کر حقیقی امن کے منبع کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔ یہ قرآن کے خادم ہیں۔ جو علوم قرآنیہ کو خدا کے مسیح اور اس کے خلفاء سے حاصل کر کے دنیا کی علمی ترقی میں ایک انقلاب پیدا کر دینے والے ہیں۔ یہ بنی نوع انسان کے خادم ہیں۔ جو تمام قوموں کو ان کے محبوب حقیقی یعنی خدا سے ملانے والے ہیں۔ ہاں خدا کے عباد ہیں۔ اور جنت کے پھلوں اور پھولوں اور جنت کی شراب کو دنیا میں تقسیم کرنے والے ہیں۔ یہ خدا کے ہیں۔ اور خدا ان کا ہے۔ وہ جو ان کے ساتھ شامل ہوا۔ ہر دنیاوی اور دینی بلا سے محفوظ ہو گیا۔ وہ خدا کے اس گھر میں داخل ہوا۔ جو خدا نے بندوں کے لئے تیار کیا۔ جس کی چار دیواری کے اندر داخل ہونے والے کیلئے خدائی حفاظت کا آسمانی وعدہ ہے

انی احافظ کل من فی الدار (الہام مسیح موعود)

روحانی نعمتوں سے مالا مال ہو کر اور تضرع اور الحاح کے ساتھ دعاؤں کا حظ اٹھا کر اور آسمانی انوار کو حاصل کر کے یہ لوگ پھر ملک میں پھیل جاتے ہیں۔ تاکہ اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے ملک اور شہر میں آسمانی بادشاہت کے آنے کی منادی کریں۔ اپنے اور دوسرے لوگ بھی اس نعمت سے حصہ پائیں۔ جو ان کو بفضل الٰہی حاصل ہوئی ہے۔

قادیان سے دور افتادہ خاکسار

بدر الدین احمد۔ ایم۔ بی۔ ایس از افریقہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن)

عبداللہ بن سلام یہودی کا مسلمان ہونا

جب آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے۔ تو ایک نیک یہودی جن کا نام عبداللہ بن سلام تھا۔ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ میں آپ سے تین باتیں پوچھوں گا۔ آپ ان کا جواب ٹھیک دیں گے۔ تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ پوچھو۔ انہوں نے تین سوال کئے۔ آپ نے ان سوالوں کے جواب دئے عبداللہ بن سلام نے آپ کے جواب سن کر کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا۔ کہ یہود لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔ اگر وہ میرے مسلمان ہونے کی خبر پائیں گے تو کہیں گے۔ کہ اس کا کیا اعتبار وہ تو آدمی ہی بُرا تھا۔ اگر مسلمان ہوگیا تو کیا ہوا۔ اس لئے آپ ان کو بلا کر میری بابت تحقیقات کریں۔ چنانچہ یہودی لوگ بلائے گئے۔ اور عبداللہ بن سلام اندر گھر میں چھپ گئے۔ آنحضرتؐ نے ان لوگوں سے پوچھا۔ کہ عبداللہ بن سلام تم میں کیسے شخص ہیں؟ یہودی لوگ کہنے لگے۔ کہ ان کا باپ بھی بڑا عالم تھا۔ اور وہ بھی بڑے عالم ہیں اور ہم سب میں بزرگ اور نیک شخص ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ۔ اگر عبداللہ مسلمان ہوجائیں۔ تو پھر تو تم بھی اسلام لے آؤ گے۔ یہودیوں نے کہا۔ خدا انہیں بچائے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ یہ سنکر عبداللہ بن سلام مکان کے اندر سے کلمہ پڑھتے ہوئے نکل آئے۔ اور کہنے لگے کہ لوگو میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ اس کے سچے رسول ہیں۔ یہودیوں نے جو یہ حالت دیکھی تو لگے ان کو گالیاں دینے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم خوب جانتے ہیں۔ یہ شخص آپ بھی بُرا ہے اور اس کا باپ بھی بُرا ہے :

ابوجہل کا قتل

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں بدر کے دن صفِ جنگ میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں نظر کی مجھے انصار کے دو کم عمر لڑکے دکھائی دئے۔ مجھے اس وقت افسوس ہوا۔ اور میں نے دل میں کہا۔ کاش میرے دونوں طرف کوئی مضبوط آدمی ہوتے میں اسی خیال میں تھا۔ کہ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا۔ کہ چچا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں مگر تمہیں اس سے کیا کام۔ لڑکے نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ وہ کمبخت آنحضرت صلعم کو بہت گالیاں دیا کرتا ہے۔ اور مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میں اس کو نہ چھوڑوں۔ پھر خواہ وہ مرجائے خواہ میں عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں۔ کہ میں نے اس لڑکے کی یہ بات سنکر بہت تعجب کیا اتنے میں دوسری طرف کے لڑکے نے بھی ایسی ہی گفتگو مجھ سے کی۔ مجھے اور حیرانی ہوئی۔ تھوڑی دیر میں مجھے ابوجہل بھی نظر آگیا۔ کہ اپنے لشکر میں اِدھر اُدھر انتظام کرتا پھرتا تھا۔ میں نے اسے دیکھکر ان لڑکوں سے کہا۔ کہ دیکھو وہ سامنے ابوجہل ہے۔ جسے تم پوچھتے تھے۔ میرے منہ سے یہ بات نکلنی تھی۔ کہ وہ دونوں تیر کی طرح اڑے۔ اور تلواریں کھینچکر ابوجہل پر ٹوٹ پڑے اور اتنی تلواریں اسے ماریں کہ وہ مردہ سا ہوکر گر پڑا۔ پھر وہ دونو آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ ہم نے ابوجہل کو قتل کردیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم دونوں میں سے کس نے۔ ہر ایک نے عرض کیا۔ کہ حضور میں نے۔ آنحضرت صلعم نے پوچھا کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ ڈالی ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ لاؤ اپنی تلواریں دکھاؤ۔ چنانچہ آپ نے ان کا ملاحظہ فرماکر فیصلہ دیا۔ کہ تم دونوں نے ملکر اسے مارا ہے۔ ان دونوں لڑکوں کے نام معاذ اور معوذ تھے :

حسن سلوک اور برداشت

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایکدفعہ آنحضرتؐ کہیں جارہے تھے۔ اور آپ پر ایک موٹے حاشیہ کی چادر تھی۔ اتنے میں ایک گنوار آدمی نے بڑھکر آنحضرت صلعم کی چادر کو اس زور سے کھینچا۔ کہ آپ کی گردن پر اس چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا۔ وہ گنوار کہنے لگا۔ کہ مجھے بھی اللہ کے مال میں سے کچھ دلوائیے آپ اس کی اس حرکت پر مسکرائے۔ اور خادموں سے فرمایا۔ کہ اسے کچھ دیدو :

زہر والی بکری دعوت میں (خیبر)

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہودیوں کی طرف سے آپ کیلئے ایک بھنی ہوئی بکری کھانے کیلئے آئی۔ اس میں ان ظالموں نے زہر ملا دیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ یہاں جتنے یہودی ہیں سب کو جمع کرکے میرے سامنے بلالاؤ۔ جب وہ سب آگئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ کیا تم سچ سچ بتادو گے۔ انہوں نے کہا ہاں آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ بتاؤ تو تمہارا باپ کون ہے۔ ان لوگوں نے کہا فلاں شخص۔ آپ نے فرمایا جھوٹ تمہارا باپ تو فلاں شخص ہے۔ انہوں نے کہا۔ آپ سچ کہتے ہیں۔ پھر آپنے فرمایا۔ کہ اگر اب کچھ پوچھوں۔ تو مجھے سچ بتادو گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اگر ہم جھوٹ بولیں گے۔ تو آپ اسی طرح معلوم کرلیں گے جس طرح آپ نے اب معلوم کرلیا۔ اس پر آپ نے ان سے پوچھا۔ کہ دوزخ میں کون لوگ جائیں گے۔ انہوں نے کہا ہم لوگ تو تھوڑے ہی دن دوزخ میں رہیں گے۔ مگر ہمارے بعد آپ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ بخدا تمہارے بعد ہم کبھی اسمیں نہیں رہیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اگر اب میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو سچ کہدو گے۔ انہوں نے کہا بیشک۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں آپنے فرمایا۔ کیوں۔ انہوں نے کہا ہم نے آپ کا امتحان لیا تھا اگر آپ جھوٹے نبی ہیں۔ تو آپ کے مرنے سے ہمیں نجات مل جائیگی۔ اور اگر آپ سچے نبی ہیں۔ تو پھر آپ سلامت رہیں گے :

ابتدائے ہجرت میں انصار کی مہمان نوازی

شروع ہجرت کے دنوں میں آنحضرت معہ تمام مہاجرین کے انصار کے مہمان تھے۔ دس دس آدمیوں کی ایک ایک جماعت انصاریوں کے ایک ایک گھر میں اتاری گئی تھی۔ مقداد رضؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں اس جماعت میں تھا جس میں خود آنحضرت صلعم شامل تھے۔ ہمارے والے گھر میں چند بکریاں تھیں۔ انہی کے دودھ پر گزارہ تھا۔ دودھ دوہ کر سب لوگ اپنا اپنا حصہ پی لیتے اور آپ کے لئے ایک پیالہ میں رکھ چھوڑتے۔ ایک رات آنحضرت صلعم کو واپس تشریف لانے میں بہت دیر ہوئی۔ تو سب لوگ دودھ پی پلاکر سو رہے۔ آپ کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ (شائد خیال کیا۔ کہ باہر کھانا کھالیں گے) آنحضرت صلعم آئے تو دیکھا۔ کہ پیالہ بالکل خالی ہے۔ کچھ نہ کہا۔ پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا۔ کہ یا اللہ جو آج ہمیں کھلائے۔ تو بھی اسے کھلائیو۔ مقداد رضؓ ذکر کرتے ہیں۔ کہ میں یہ سنکر اٹھا اور چاہا کہ ایک بکری ذبح کرکے گوشت تیار کروں مگر آپنے رد کردیا۔ اور بکری کو پکڑ کر اس کا دودھ دوبارہ دوہا اور جو نکلا پی کر سو رہے۔ اور دودھ کا حصہ نہ رکھنے والوں کو کسی قسم کی ملامت نہ کی :

رضاعی ماں باپ کی تعظیم

ایک دن آنحضرت صلعم مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ آپ کے رضاعی والد آئے۔ آپ نے ان کے لئے اپنی چادر کا ایک پلہ بچھا دیا۔ پھر رضاعی ماں آئیں۔ تو دوسرا پلہ ان کے لئے بچھا دیا آخر میں جب رضاعی بھائی آئے۔ تو آپ اٹھکر پیچھے سرک گئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا :

انصاف کا تقاضا (فتح طائف)

فتح مکہ کے بعد طائف کے لوگوں کو قلعہ بند چھوڑ کر آپ مدینہ تشریف لے آئے تھے۔ تمام عرب میں اب طائف ہی ایک ایسا مقام تھا۔ جہاں کے لوگوں نے ہتھیار نہیں ڈالے تھے۔ اس علاقہ میں صخر نام ایک مسلمان رئیس تھے۔ انہوں نے آپ کے بعد طائف والوں کو ایسا تنگ کیا اور دبایا کہ آخرکار وہ مطیع ہونے پر راضی ہوگئے۔ اور اسلام بھی لے آئے۔ صخر رضؓ نے آنحضرتؐ کو اس بات کی اطلاع دی۔ چند دنوں میں خود طائف والوں کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ ہماری ایک عورت صخر کے قبضہ میں ہے۔ آنحضرت صلعم نے صخر کو بلا بھیجا۔ اور جب وہ آئے تو حکم دیا۔ کہ ان کی عورت کو اس کے گھر پہنچا دو۔ پھر اس کے بعد ان لوگوں نے عرض کیا۔ کہ جس زمانہ میں ہم کافر تھے۔ صخر نے ہمارے چشمہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ اب ہم اسلام لے آئے ہیں۔ ہمارا چشمہ ہمیں ملنا چاہیئے۔ آنحضرتؐ نے پھر صخر کو بلا بھیجا۔ اور فرمایا۔ کہ جب کوئی

قوم اسلام قبول کرتی ہے۔ تو ان کی جان اور ان کے مال محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے تم ان کا چشمہ ان کو واپس کر دو۔ صخر نے تعمیل حکم کی۔ راوی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلعم کے دونوں حکم صخر نے منظور کر لئے تو میں نے دیکھا۔ کہ حضور کا چہرہ مبارک شرم سے سرخ ہو گیا۔ کہ صخر کو فتح طائف کے بدلے ان دو معاملوں میں الٹی شکست اٹھانی پڑی۔ مگر کیا کرتے انصاف اور اسلام کا تقاضا یہی تھا ؏

غزوہ اوطاس

حنین کی جنگ کے بعد آنحضرت صلعم نے ابو عامر صحابی کو ایک لشکر کا سردار بنا کر اوطاس کی طرف بھیجا۔ وہاں دُرید بن صمہ فوج لئے مقابلہ کو پڑا تھا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں۔ کہ میں بھی لشکر اسلام کے ساتھ تھا۔ اس جنگ میں کافروں کا سپہ سالار درید مارا گیا۔ مگر لشکر اسلام کے سردار ابو عامر کو بھی ایک تیر ایسا لگا۔ کہ ان کے گھٹنے کے اندر گھس گیا۔ میں نے ابو عامر سے پوچھا۔ کہ چچا تمہیں کس نے تیر مارا انہوں نے مجھے اشارہ سے بتایا کہ وہ شخص میرا قاتل ہے۔ میں جھپٹ کر اس کے پاس پہنچا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی بھاگا۔ میں بھی اس کے پیچھے بھاگتا جاتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ او بے حیا بزدل تجھے شرم نہیں آتی۔ ٹھہرتا کیوں نہیں۔ اس پر وہ ٹھہر گیا۔ اور میری اور اس کی لڑائی ہوئی۔ میں نے اسے مار ڈالا۔ اور واپس آکر ابو عامرؓ سے کہا کہ اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا۔ پھر وہ بولے کہ اب یہ تیر تو نکالو۔ میں نے تیر نکالا۔ تو گھٹنے میں سے پانی بہنے لگا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اے ابو موسیٰ اس زخم سے میں نہیں بچوں گا۔ تم آنحضرت صلعم کو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ ابو عامر کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ پھر ابو عامر نے مجھے لشکر کا سردار بنایا۔ اور تھوڑی دیر میں فوت ہو گئے۔ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس ہوا تو اس وقت آپ ایک چارپائی پر بیٹھے تھے۔ اور اس کی رسیوں کے نشان آپ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے سب حال عرض کیا۔ اور دعا کی درخواست کی۔ آنحضرت صلعم نے پانی منگا کر وضو کیا۔ اور پھر ہاتھ اٹھا کر ابو عامرؓ کیلئے دعا فرمائی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے بھی اس پر آپ نے میرے لئے بھی دعا فرمائی ؏

فتح مکہ کے بعد اشاعت اسلام

حضرت عمرو بن سلمہ صحابی بیان کرتے تھے۔ کہ ہمارا قبیلہ ایک چشمہ پر رہا کرتا تھا۔ اور مسافر لوگ اکثر وہاں سے گذرا کرتے تھے۔ جو کوئی مسافر گذرتا اس سے ہم آنحضرت صلعم کی بابت پوچھا کرتے تھے۔ کہ یہ کیسا آدمی ہے۔ اور کیا بیان کرتا ہے۔ مسلمان لوگ ہم کو بتاتے کہ یہ شخص کہتا ہے۔ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ میرے پاس وحی آتی ہے۔ اور خدا نے مجھ پر یہ وحی بھیجی ہے۔ پھر وہ ہم کو قرآن سناتے تو میں وہ یاد کر لیتا تھا۔ اور عرب کے لوگ مسلمان ہونے کے لئے صرف فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ محمد اور اس کی قوم آپس میں نبٹ لیں۔ اگر محمد ان پر غالب آگیا۔ تو وہ سچا نبی ہے۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا۔ تو ہر قوم اسلام لانے میں جلدی کرنے لگی۔ اور میرے والد نے بھی اس کام میں بہت جلدی کی۔ چنانچہ وہ آنحضرت کے پاس جا کر مسلمان ہو گئے۔ جب وہ مدینہ سے واپس آئے تو کہنے لگے کہ اے میرے قبیلہ والو میں سچے نبی کے پاس ہو آیا ہوں۔ اور اس نے فرمایا ہے۔ کہ تم لوگ پانچ نمازیں ان ان وقتوں میں پڑھا کرو۔ اور نماز سے پہلے اذان دیا کرو۔ اور جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو وہ نماز پڑھائے۔ غرض سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور جب تحقیقات کی گئی۔ تو مجھ سے زیادہ کوئی قرآن کا حافظ نہ نکلا۔ کیونکہ میں نے مسلمان مسافروں سے سُن سُن کر بہت سی سورتیں یاد کر رکھی تھیں۔ چنانچہ سب نے مجھے اپنا امام بنایا۔ میری عمر اس وقت چھ سات سال کی ہوگی۔ اور میرے پاس صرف ایک چھوٹی سی چادر تھی۔ جب میں سجدہ کرتا تو ننگا ہو جاتا تھا۔ ایک دن ایک عورت کہنے لگی۔ کہ لوگو تم اپنے امام کے چوتڑ تو ڈھانکو۔ یہ ہمارے سامنے ننگا ہوتا ہے۔ اس پر لوگوں نے کپڑا خرید کر ایک لمبا سا کرتہ مجھے بنا دیا۔ جب میں نے وہ کرتہ پہنا تو اتنا خوش ہوا۔ کہ بیان نہیں ہو سکتا۔

فتح مکہ

آنحضرت صلعم فتح مکہ کے لئے ماہ رمضان میں دس ہزار صحابیوں کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ یہ آپ کی ہجرت کے ۸ سال کے بعد کا واقعہ ہے۔ جب آپ مکہ کے قریب پہونچ گئے۔ تو قریش کو معلوم ہوا کہ اس وقت ابوسفیان۔ حکیم بن حزام اور بدیل آنحضرت صلعم کی جاسوسی کے لئے نکلے۔ جب یہ لوگ موضع مرّ الظہران پر پہونچے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وہاں بے حد آگیں روشن ہیں۔ بدیل نے کہا کہ یہ بنی عمر قبیلہ نے جلائی ہونگی ابوسفیان کہنے لگے۔ کہ بنی عمر کے آدمی اس سے بہت کم ہیں۔ اتنے میں آنحضرت صلعم کے چوکیداروں نے ان لوگوں کو پکڑ لیا۔ اور آنحضرت صلعم کے پاس لے آئے۔ وہاں ابوسفیان مسلمان ہو گئے۔ جب آنحضرت صلعم وہاں سے روانہ ہوئے۔ تو آپ نے حضرت عباس سے فرمایا۔ کہ ابوسفیان کو ایسی جگہ لیجا کر کھڑے ہو۔ جہاں سے ہمارا لشکر اچھی طرح نظر آئے۔ چنانچہ حضرت عباس ان کو ایک مناسب موقعہ پر لیکر کھڑے ہو گئے۔ اور ان کے سامنے سے آنحضرت صلعم کی فوج کے دستے گذرنے شروع ہوئے۔ جب پہلا قبیلہ گذرا۔ تو ابوسفیان نے پوچھا۔ عباس یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا یہ قبیلۂ غفار ہے۔ ابوسفیان نے کہا مجھے ان سے کچھ واسطہ نہیں۔ پھر قبیلہ جہینہ گذرا۔ تو ابوسفیان نے وہی بات دہرائی۔ پھر قبیلہ سعد اور اس کے بعد قبیلہ سلیم گذرے۔ اس پر بھی ابوسفیان نے وہی بات کہی۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے ایک ایسا قبیلہ گذرا جسے ابوسفیان نے پہلے نہ دیکھا تھا۔ انہوں نے عباس سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں حضرت عباس نے کہا کہ یہ انصاری ہیں۔ اور ان کا جھنڈا سعد بن عبادہؓ کے پاس ہے۔ اتنے میں سعد بن عبادہ بولے کہ اے ابوسفیان آج کا دن کفار کے قتل کا دن ہے۔ آج کعبہ میں لڑائی حلال ہو جائیگی ابوسفیان نے کہا۔ اچھا مصیبت کا دن آیا۔ پھر ایک سب سے چھوٹی جماعت ان کے سامنے سے گذری جس میں آنحضرت صلعم اور آپ کے مہاجرین اصحاب تھے۔ اور آنحضرت صلعم کا جھنڈا حضرت زبیرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آنحضرتؐ ابوسفیان کے پاس سے گذرے تو ابوسفیان نے کہا۔ کہ یا حضرت آپ کو معلوم ہے۔ کہ سعد بن عبادہ انصاری نے کیا کہا ہے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا کہا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ سعد نے کہا کہ آج قریش کے قتل کا دن ہے۔ اور آج کعبہ میں لڑائی جائز کی گئی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ سعد نے غلط کہا آج کا دن تو ایسا دن ہے۔ کہ اللہ کعبہ کو بزرگی دیگا۔ اور اسے غلاف پہنایا جائیگا۔ غرض اس تزک و احتشام سے آنحضرت صلعم مکہ میں کداء کی طرف سے داخل ہوئے۔ خالد بن ولید کو حکم تھا۔ کہ تم دوسری طرف سے داخل ہو۔ وہاں کچھ مشرکوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ جس میں دو صحابی مارے گئے۔ اور بارہ تیرہ مشرک۔ پھر آنحضرت صلعم کعبہ میں تشریف لے گئے۔ اس وقت کعبہ کے گرد چاروں طرف باہر ۳۶۰ بت لگے ہوئے تھے۔ آپ اپنی چھڑی سے ان کو مارتے جاتے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے کہ حق آگیا۔ اور جھوٹ بھاگ گیا۔ اور جھوٹا دین نہ اب کسی کے کام آیا۔ نہ آئندہ کام آسکتا ہے ؏

وہ رات مسجد میں بسر کی (مدینہ)

آنحضرت صلعم کی خدمت میں ایک دفعہ فدک سے چار اونٹ اناج کے آئے۔ آپ نے بلال کو حکم دیا۔ کہ اس غلہ سے جو کچھ قرضہ وغیرہ ہے۔ وہ ادا کر دو۔ چنانچہ ایک یہودی کا قرضہ ادا کیا گیا۔ اور جو حاجتمند تھے ان کو دیا گیا۔ اس کے بعد بلال رضؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ سب کام ہو گیا۔ آپ نے پوچھا۔ کہ کچھ بچ رہا یا نہیں؟ بلال بولے ہاں کچھ باقی ہے۔ فرمایا کہ جب تک کچھ بھی باقی رہیگا میں گھر میں نہیں جا سکتا۔ بلال بولے یا حضرت اب کوئی سائل اور حاجتمند ہی نہیں تو میں کیا کروں؟ آنحضرتؐ نے وہ رات مسجد میں بسر کی۔ دوسرے دن جب بلال نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ خدا کے فضل سے وہ سب تقسیم ہو گیا۔ تو آپ نے اللہ کا شکر کیا۔ اور اٹھکر گھر میں تشریف لے گئے ؏

تقوےٰ (مرض الموت)

آنحضرت صلعم اپنے مرض الموت کے دنوں میں ایک دن مسجد میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اگر میرے ذمہ کسی کا قرضہ آتا ہو یا کسی نے مجھ سے کسی قسم کا بدلہ لینا ہو۔ تو وہ اب لے لے میں حاضر ہوں۔ آنحضرت صلعم کا یہ اعلان سنکر مجلس میں سناٹا ہو گیا اور صحابہ کے کلیجے پھٹ گئے۔ صرف ایک شخص نے کہا کہ حضورؐ نے مجھ سے تین درم قرض لئے تھے۔ چنانچہ وہ اسی وقت ادا کر دئے گئے ؏

اپنے یہودی خادم کی بیمار پرسی

مدینہ میں آنحضرت ؐ کے پاس ایک یہودی لڑکا نوکر تھا۔ اور آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک دفعہ وہ بیمار ہوگیا آنحضرت صلعم اس کی بیمار پرسی کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے اور جا کر اس کے سرہانے بیٹھ گئے۔ پہلے تو اس کی طبیعت کا حال پوچھا۔ پھر فرمایا۔ کہ میاں اب تو تم مسلمان ہو جاؤ۔ اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ وہ بھی پاس ہی بیٹھا تھا۔ باپ نے کہا کہ بیٹا ابو القاسم ؐ کہنا مان لو۔ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔ وہ لڑکا کہنے لگا۔ کہ یا رسول اللہ مجھے منظور ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد عبدہٗ ورسولہٗ۔ آنحضرت اس کے مسلمان ہونے سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ الحمد للہ خدا نے اس لڑکے کو دوزخ سے بچا لیا۔

عورت کی بے صبری (مدینہ)

ایکدن آنحضرت صلعم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ قبر کے سرہانے ایک عورت بیٹھی آہ وزاری اور بین کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے عورت اللہ سے ڈر۔ اور صبر کر۔ اس عورت نے کہا۔ کہ اے شخص تو اپنی راہ لگ تجھ پر میرے جیسی مصیبت پڑتی تو پھر تجھے پتہ لگتا۔ لگا ہے مجھے نصیحت کرنے۔ آنحضرت صلعم وہاں سے خاموش ہو کر چلے آئے۔ پیچھے لوگوں نے اس عورت کو بتایا۔ کہ بیوقوف یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یہ سنکر وہ آنحضرت صلعم کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ اس وقت مجھسے غلطی ہوئی۔ میں نے آپکو پہچانا نہ تھا۔ اب میں صبر کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اب کہنے کا کیا فائدہ۔ ثواب تو اسی صبر کا ہے۔ جو صدمہ کے پہلے دھکے کے وقت کیا جائے ؞

معراج

آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ اپنے معراج کا ذکر صحابہ کو خود سنایا۔ فرمایا۔ کہ جب میں مکہ میں تھا۔ تو ایک رات میں نے دیکھا۔ کہ میرے گھر کی چھت پھٹ گئی۔ اور جبرئیل علیہ السلام اس میں سے اترے۔ پہلے انہوں نے میرا سینہ چاک کیا۔ اور آب زمزم سے اسے دھو کر صاف کیا۔ پھر ایک طشت سونے کا حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا لائے۔ اور اسے سینہ کے اندر ڈال کر اس کو بند کر دیا۔ اس کے بعد جبرائیل میرا ہاتھ پکڑ کر پہلے آسمان پر لے گئے اور اس آسمان کے داروغہ فرشتے سے کہا۔ کہ دروازہ کھول دے اس نے کہا تم کون ہو؟ وہ بولے میں جبرائیل ہوں۔ پھر اس نے پوچھا۔ کہ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جبرائیل ؑ نے کہا ہاں میرے ساتھ محمدؐ ہیں۔ پھر اس نے کہا۔ کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر اس داروغہ نے دروازہ کھول دیا اور ہم اس آسمان پر چڑھے۔ اور وہاں ایک اور شخص کو بیٹھے دیکھا جس کے دائیں طرف بھی ایک جماعت تھی۔ اور بائیں طرف بھی جب وہ شخص اپنی دائیں طرف دیکھتے تھے۔ تو ہنس دیتے تھے اور بائیں طرف دیکھتے تھے تو رو دیتے تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھکر فرمایا۔ "خوش آمدید اے میرے نیک بیٹے اور نیک پیغمبر" میں نے جبرائیل سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور ان کے دائیں بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ ان میں دائیں طرف جنت والے اور بائیں طرف دوزخ والے ہیں۔ اس لئے وہ دائیں طرف دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور بائیں طرف دیکھ کر رو دیتے ہیں۔ پھر جبرائیل مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے۔ اور اس کے داروغہ سے کہا۔ کہ دروازہ کھول دے۔ وہاں بھی سب وہی گفتگو ہوئی۔ جو پہلے آسمان پر ہوئی تھی۔ پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ اس آسمان پر میں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کو دیکھا۔ انہوں نے بھی مجھے کہا۔ کہ خوش آمدید اے نیک بھائی اور اے نیک پیغمبر۔ پھر تیسرے آسمان پر سب وہی باتیں ہوئیں۔ اور وہاں میں نے یوسف علیہ السّلام کو پایا۔ انہوں نے بھی مجھے خوش آمدید کہا۔ اسی طرح چوتھے آسمان پر گیا۔ جہاں ادریس علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے بھی مجھے خوش آمدید کہا پھر ہم پانچویں آسمان پر چڑھے۔ وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ ان سے بھی وہی بات ہوئی آگے چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ تھے۔ انہوں نے بھی سلام اور خوش آمدید مجھے کہا۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر گئے۔ وہاں حضرت ابراہیم کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ خوش آمدید اے نیک پیغمبر اور اے نیک بیٹے۔ پھر جبرائیل ؑ مجھے ایسے اونچے مقام پر لے گئے۔ جہاں مجھے قلموں کے لکھنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ پھر اللہ تعالےٰ کے حضور پیش ہوا وہاں سے میری امت پر ۵۰ نمازیں مقرر ہوئیں۔ اس کے بعد میں واپس ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انہوں نے پوچھا کہ اللہ نے آپکی امت پر کیا فرض کیا ہے۔ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ موسیٰ ؑ نے کہا۔ آپ خدا کے حضور واپس جائیے اور ان کو کم کرائیے۔ آپ کی امت میں اس قدر عبادت کی طاقت نہیں ہوگی ان کے کہنے سے میں واپس ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور عرض کیا اس نے کچھ نمازیں کم کر دیں۔ اور میں واپس ہوا۔ پھر جب میں موسیٰ کے پاس سے گذرا۔ تو میں نے کہا۔ کہ خدا تعالےٰ نے کچھ نمازیں معاف کر دی ہیں۔ موسیٰ ؑ نے کہا کہ آپ پھر اللہ تعالےٰ کے پاس جائیے آپ کی امت میں اتنی بھی طاقت نہیں ہوگی۔ میں پھر خدا کے حضور واپس گیا۔ اور عرض کیا۔ وہاں سے پھر کچھ نمازیں معاف ہو گئیں جب میں موسےٰ کے پاس پھر آیا۔ اور ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ پھر جاؤ تمہاری امت میں اتنی بھی طاقت نہیں ہے۔ میں پھر اللہ تعالےٰ کے حضور گیا۔ اور عرض کیا۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اچھا جاؤ کل پانچ نمازیں تم پر فرض کی جاتی ہیں۔ اور یہ پانچ پچاس کے ہی برابر ہیں۔ میرے ہاں بات نہیں بدلی جاتی۔ میں یہ حکم لے کر واپس آیا۔ تو انہوں نے پھر مجھے واپس جانے کی صلاح دی۔ مگر میں نے کہا۔ بس اب نہیں۔ مجھے اپنے خدا سے زیادہ کہتے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد جبرائیل ؑ مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے۔ وہ ایک بیری کا درخت تھا جس پر طرح طرح کے رنگ چھائے ہوئے تھے۔ اور میری سمجھ میں نہ آیا۔ کہ وہ کیا تھے۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا۔ وہاں میں نے موتیوں کی لڑیاں دیکھیں اور وہاں کی مٹی دیکھی۔ تو مشک کی طرح تھی ؞

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے نماز فرض کی تھی تو نماز کی دو دو رکعتیں تھیں۔ سفر میں بھی اور حضر میں بھی۔ پھر سفر کی نماز تو وہی رہی۔ مگر حضر کی نمازمیں ظہر عصر اور عشا میں زیادتی کا حکم ہو گیا۔ اور دو دو کی جگہ چار چار رکعتیں مقرر ہو گئیں۔

دن کو معراج کا ایک حصہ

ایک صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم ایک دفعہ فرمانے لگے کہ جب قریش نے معراج کی بابت مجھے جھٹلایا۔ تو میں کعبہ کے صحن میں کھڑا ہو گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ وہ لوگ مجھ سے سوال کرتے جاتے تھے اور میں ان کو وہاں کی سب نشانیاں بتاتا جاتا تھا ؞

دوزخی مجاہد

خیبر کی لڑائی میں مسلمانوں اور یہودیوں کے خوب خوب مقابلے ہوئے۔ ایک دن جب شام ہوئی۔ اور دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ آرام کے لئے واپس ہوئے۔ تو اس دن ایک مسلمان کو دیکھا گیا۔ کہ بڑی بہادری سے لڑا۔ اور اس نے بڑے دشمن قتل کئے۔ لوگوں نے اسکی بڑی تعریف کی۔ صبح جب آپ کے سامنے یہ ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ شخص تو دوزخی ہے۔ یہ سنکر ایک مسلمان اس شخص کے پیچھے ہو لیا۔ اس دن بھی اس نے خوب جنگ کی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ اور خود بھی سخت زخمی ہوا جب وہ زخموں کے درد سے بیتاب ہوا تو اس نے اپنی تلوار کا قبضہ زمین میں رکھکر اس کی نوک اپنے سینہ میں رکھی۔ اور زور سے جو اپنے تئیں دبایا تو تلوار اس کے کلیجہ میں گھس گئی اور وہ مر گیا۔ اس کی یہ خودکشی دیکھکر وہ شخص جو اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ آنحضرت کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے۔ اس نے کہا۔ کہ وہ شخص جس کو آپنے آج ہی فرمایا تھا۔ کہ وہ دوزخی ہے۔ اور لوگ اس بات سے حیران ہوئے تھے۔ وہ واقعی دوزخی ہی نکلا۔ میں آج اس کے ساتھ ساتھ ہو لیا تھا۔ جب وہ سخت زخمی ہو گیا۔ تو اس نے اپنے تئیں خود ہلاک کر لیا۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ کوئی شخص بظاہر جنتیوں کے سے کام کرتا ہے مگر خدا کے نزدیک وہ دوزخی ہوتا ہے۔ پھر آپ نے بلال سے فرمایا کہ اے بلال اٹھ اور لوگوں کو پکار کر سنا دے کہ جنت میں سوائے ایمان والے شخص کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اور بعض وقت بے ایمان آدمی سے بھی اللہ تعالےٰ اپنے دین کی مدد کرا دیا کرتا ہے ؞

حضرت جعفر

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں۔ کہ جنگ موتہ میں ہم نے حضرت جعفر رض کی لاش کو دیکھا۔ تو اس پر ۹۰ سے زیادہ نیزے اور تلوار کے زخم تھے۔ یہ جعفر رض ابو طالب کے بیٹے اور حضرت علی کے بھائی تھے ؞

پیغامی نیرنگیوں کی حقیقت کا اظہار

(۶) حضرت امام جماعت احمدیہ کے حوالے اور پیغام صلح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک اور حوالہ اور "پیغام صلح"

ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے مولوی محمد علی صاحب کے تبدیلیٔ عقائد کے سوال پر پردہ ڈالنے کے لئے دھوکہ اور مغالطہ دہی سے کام لے کر سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف تبدیلیٔ عقائد کو منسوب کرتے ہوئے رسالہ تشحیذ الاذہان کے جو دو حوالے اس مدعا کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ کہ پہلے آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نہیں سمجھتے تھے۔ ان میں مقدم الذکر یعنی اپریل ۱۹۱۰ء والا حوالہ جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے ادھورا اور دوسرا یعنی اپریل ۱۹۱۳ء والا حوالہ ایک فرضی حوالہ ہے اس مؤخر الذکر حوالہ میں بقول ایڈیٹر صاحب پیغام دو متضاد باتوں کو جمع کیا گیا ہے۔ کہ ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انبیاء کے زمرہ سے باہر قرار دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف آپ کے منکرین کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ جس کے متعلق ایڈیٹر صاحب پیغام لکھتے ہیں:-

"دراصل ایک جلد بازی کا عقیدہ تھا۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب کی مخالفت کے لئے انہوں نے وضع کیا"

پھر لکھتے ہیں:-

"جب میاں صاحب پر یہ اعتراض ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو مجدد سمجھتے ہوئے آپ ان کے انکار کو موجب کفر کیونکر ٹھہرا سکتے ہیں۔ اولٰئک ھم الکافرون حقا کی آیت صرف انبیاء میں تفریق کرنے اور ان کے نہ ماننے والوں کے بارہ میں ہے۔ نہ کہ غیر انبیاء کے بارہ میں تو اس پر .... حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا عقیدہ انہوں نے ایجاد کیا۔ اور عام طور پر آپ کو نبی اللہ لکھنا۔ اور کہنا شروع کر دیا"

ایڈیٹر صاحب پیغام کے چار اور جھوٹ

اس بیان میں بھی ایڈیٹر صاحب "پیغام" نے بہت سی خلاف بیانیوں کا عمداً ارتکاب کیا ہے۔ اوّل تو یہی جھوٹ اور سراسر جھوٹ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کو موجب کفر قرار دینے والے حضرت امام جماعت احمدیہ ہیں۔ کیونکہ حضور نے نہیں، بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے انکار کو موجب کفر قرار دے چکے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب حضورؑ کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا۔ کہ جو شخص آپ کو مسیح موعود نہ جانتا ہو۔ "وہ آیا اس شخص کی طرح ہے۔ جو اللہ اور رسول کے اکثر حکموں پر عمل کرتا ہو۔ مگر وہ زانی ہو۔ یا ان لوگوں میں سے ہے۔ جو ابدالآباد کے لئے دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ کافر ہے یا مسلم" تو اس کا جواب حضور نے یہ فرمایا کہ

"زنا کرنا اور شراب پینا وغیرہ معاصی کفر نہیں ہیں۔ وہ سب گناہ ہیں۔ مگر ان بدکاریوں کو حلال ٹھہرانا موجب کفر ہے۔ پس اسی طرح مسیح موعودؑ سے انکار کرنا اس وجہ سے کفر ہے۔ کہ اس میں خدا اور رسول کے وعدہ اور متواتر پیشگوئی کا انکار ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان جو ادنےٰ علم بھی رکھتا ہو اس سے واقف ہے۔ خدا کے حدود کو توڑنا کافر نہیں کرتا۔ بلکہ فاسق کرتا ہے۔ مگر خدا کے قول کے برخلاف بولنا کافر کرتا ہے۔ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں" (البدر جلد دوم ۱۸ جنوری ۱۹۰۶ء)

بلکہ یہ حکم تو خود وحی الٰہی کا بتایا ہوا ہے۔ نہ کہ حضرت اقدس کا اپنا۔ چنانچہ جب ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے اپنے ارتداد کی تمہید قائم کرتے ہوئے حضورؑ کی خدمت میں لکھا۔ کہ

"اس وقت میں چند امور کی طرف جو نہایت ضروری ہیں۔ آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ اوّل یہ کہ امت محمدیہ میں جو لوگ ہماری تکذیب کرتے۔ اور ہمیں صریحاً کافر کہتے ہیں۔ ان کے ساتھ تو بیشک نماز نہیں ہو سکتی۔ مگر جو لوگ ہمیں صریحاً کافر نہیں کہتے۔ ان تمام کو کافر نہ سمجھا جائے۔ بلکہ حسن ظن سے کام لیا جائے۔ اور اُن کے ساتھ نمازیں پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ ہماری تبلیغ وسیع ہو سکے"

اور پھر لکھا کہ

"کیا آپ کے نزدیک تیرہ کروڑ مسلمانوں میں کوئی بھی سچا خدا کا راستباز نہیں۔ کیا محمدی اثر اُس تمام جماعت پر سے اُٹھ گیا..... ...... کہ آپ کی جماعت کے سوا نہ باقی مسلمانوں میں راستباز ہیں۔ نہ باقی دنیا میں"

تو اس کے جواب میں حضورؑ نے تحریر فرمایا۔ کہ

"اگر آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ ہزارہا آدمی جو میری جماعت میں شامل نہیں۔ کیا راستبازوں سے خالی ہیں۔ تو ایسا ہی آپ کو یہ خیال کر لینا چاہئے۔ کہ وہ ہزارہا یہود اور نصاریٰ جو اسلام نہیں لائے۔ کیا وہ راستبازوں سے خالی تھے۔ بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اب میں ایک شخص کے کہنے پر جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں"

اور یہ کہ:-

"وہ لوگ جو میری دعوت کو رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں۔ ان کو راستباز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے"

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ماننے والے لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کافر نہیں قرار دیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے کافر قرار دیا ہے۔

دوسرے یہ سراسر دروغ بے فروغ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے خواجہ کمال الدین صاحب کی مخالفت کے لئے غیر احمدیوں کو کافر قرار دیا۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے بھی قریباً تین سال بعد یہ جھگڑا شروع کیا تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے قریباً ایک سال قبل رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک صاف اور صریح مضمون اس بارہ میں شائع فرما چکے تھے۔ (دیکھو تشحیذ جلد دوم صفحہ ۳۸۵)

تیسرے یہ فاش جھوٹ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح پر اعتراض ہوا تھا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیر انبیاء کے زمرہ میں داخل مانتے ہوئے آپ کے منکروں کو کافر کیونکر کہتے ہیں۔ جس پر آپ نے یہ عقیدہ ایجاد کیا۔ کیونکہ نہ کبھی کسی مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیر انبیاء کے زمرہ میں شامل قرار دیا۔ نہ آپ پر کبھی یہ اعتراض ہوا اور نہ آپ نے حضرت اقدس کی نبوت کا عقیدہ کبھی ایجاد کیا۔

چوتھے یہ سیاہ جھوٹ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپریل ۱۹۱۳ء کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عام طور پر نبی اللہ کہنا اور لکھنا شروع کیا۔ کیونکہ اس بارہ میں حضور کی ابتدائے اشاعت رسالہ تشحیذ الاذہان سے لے کر آج تک کی تحریروں میں سر مو فرق نہیں ہے۔

ایڈیٹر صاحب پیغام کے قلم سے ایک سچی بات

ایڈیٹر صاحب پیغام نے اس ایک فقرہ میں جہاں اتنے جھوٹ بولے ہیں۔ وہاں ان کے قلم سے بے ساختہ ایک سچی بات بھی نکل گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عام طور پر نبی اور رسول کہنے والا شخص اپنے اس عمل سے یہ ثابت کر رہا ہوتا ہے کہ وہ آپ کو نبی اللہ یقین کرتا ہے۔ اور اس لفظ کے اصلی معنوں میں آپ کا نبی ہونا مانتا ہے۔ چنانچہ بقول ایڈیٹر صاحب پیغام جب تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو "غیر انبیاء" لوگوں میں سے سمجھتے تھے۔ اس وقت تک حضور کو نبی کہنے اور لکھنے سے آپ پرہیز کرتے تھے۔ اور جب (بقول ایڈیٹر مذکور) آپ نے حضرت اقدسؑ کی نبوت کا عقیدہ ایجاد کیا۔ تو اس وقت سے عام طور پر حضورؑ کو نبی اللہ کہنا اور لکھنا بھی شروع کر دیا۔ جیسا کہ پیغام کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ "اس پر .... حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا عقیدہ انہوں نے ایجاد کیا۔ اور عام طور پر آپ کو نبی اللہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا"

مولوی محمد علی صاحب کا اس بارہ میں اعتراف

علاوہ اس کے خود مولوی محمد علی صاحب بھی مختلف پیرایوں میں اس بات کو تسلیم کر چکے ہوئے ہیں۔ کہ کسی لفظ کو بلا تشریح بار بار کسی کے لئے استعمال کرنا اس لفظ کے اصلی معنے مراد ہونے کا ایک ثبوت ہے۔ چنانچہ ایک جگہ وہ لکھتے ہیں:۔ کہ

"ان الفاظ کا بلا تشریح بار بار اطلاق کرنا خود اسی معنے کا مؤید ہے"

اور ایک جگہ پر لکھتے ہیں۔

"ہر ایک لفظ کا ایک مفہوم ہوتا ہے۔ اور جب ہم ایک لفظ کو کسی شخص کے بارے میں استعمال کرتے ہیں۔ تو اس پر وہ لفظ بمعہ اپنے مفہوم کے اطلاق پاتا ہے۔ نہ صرف برائے نام۔ مثلاً جب ہم کسی شخص کی نسبت یہ کہیں۔ کہ فلاں شخص کو جنون ہو گیا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ صرف برائے نام پاگل ہے۔ ورنہ اس کی عقل درست ہے۔ اور اس کے ہوش و حواس میں کچھ فرق نہیں آیا۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جنون کے لوازمات اس میں پائے جاتے ہیں۔ ایسا ہی جب ہم ایک شخص کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ وہ بخار میں مبتلا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ صرف نام کا بخار ہے۔ ورنہ بخار کی کوئی علامت بھی اس میں نہیں پائی جاتی"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۰۔ نمبر ۴۔ صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳)

اسی طرح جب کبھی مولوی محمد علی صاحب کے سامنے ان کی سابقہ تحریرات متعلقہ اقرار نبوت و رسالت حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آتا ہے۔ تو وہ اس بات کو چھپانا چاہتے ہیں۔ کہ وہ پہلے نہایت کثرت اور تواتر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول لکھتے اور کہتے رہے ہیں۔ اور یہ کہہ کر اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ:۔

"لفظ نبی اور رسول کا استعمال جو کبھی اتفاقی طور پر ہو گیا"۔

(تبدیلئ عقیدہ کا الزام صفحہ ۱۳)

"میری کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے"

حالانکہ ان کی سالہا سال کی سابقہ تحریرات ان الفاظ کے استعمال سے بھری پڑی ہیں۔

اس نقطۂ نگاہ سے فریقین کی پہلی اور پچھلی تحریرات پر نظر

غرض اس میں شک نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عام طور پر اپنی تحریروں اور تقریروں میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا نبی اور رسول بتانا اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ کہ آپ حضورؑ کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اگر جس قدر یہ بات سچی ہے۔ اسی قدر ایڈیٹر صاحب پیغام کا یہ دعوے جھوٹا ہے۔ کہ یہ استعمال آپ کی اپریل ۱۹۱۳ء کے بعد کی تحریرات سے شروع ہوا ہے۔ حضورؑ کی اپریل ۱۹۱۳ء سے قبل کی ہزارہا صفحات کی تحریرات مطبوعہ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں موجود ہیں۔ جن میں بڑے زور سے اور کمال تصریح کے ساتھ حضرت اقدس علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کو ثابت کیا گیا ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ تشحیذ الاذہان ہی کے شروع سے کر ۱۹۱۳ء تک کے تمام فائل دیکھ جاؤ۔ اور پھر ۱۹۱۳ء سے لے کر آج تک کی آپ کی تحریرات اور تقریرات کو بالاستقصاء پڑھ جاؤ۔ ان میں اس بارہ میں سر مو فرق نہیں پاؤ گے۔

اب اس کے مقابل پر مولوی محمد علی صاحب کی ریویو آف ریلیجنز کے زمانہ کی تحریرات کو جو حضرت اقدس علیہ السلام کی موجودگی میں شائع ہوئی تھیں۔ دیکھو۔ تو ان میں نہ صرف عام طور پر بلکہ نہایت کثرت سے نہ صرف ان الفاظ کا حضرت اقدسؑ کے حق میں استعمال بلکہ بڑے شد و مد سے آپ کی نبوت و رسالت کا اثبات پاؤ گے۔ اور جب ظہور اختلاف کے بعد کی ان کی ہزارہا صفحات کی تحریرات کو دیکھو۔ تو ممکن نہیں۔ کہ ان میں وہ کثرت استعمال پائی جائے۔ بلکہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ ایسے مقامات کو چھوڑ کر جن میں تصریح کے ساتھ یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے صرف اس طور پر نبی کا لفظ بولا جا سکتا ہے جس طور پر ایک آدمی کو شیر کہہ دیا جاتا ہے۔ اور اس میں آپ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ دوسرے مجددین کو بھی جو محدث تھے۔ ایسے رنگ میں نبی کہا جا سکتا ہے۔ اور ان ہزارہا صفحات کی تحریرات میں سے کسی تحریر میں یا کسی تقریر میں بھول کر بھی یہ لفظ حضرت اقدسؑ کے لئے قطعاً استعمال نہیں کیا گیا اور یہی حال اس وقت سے اخبار پیغام کا ہے۔ جب سے کہ لاہور ان کا مقام ہجرت بنکر مولوی محمد علی صاحب کے وجود کے طفیل سے مدینۃ المسیح بنا ہے۔ اور اگر ایڈیٹر صاحب پیغام کو اس میں کچھ شک ہو۔ تو وہ ایک طرف مولوی محمد علی صاحب کی ریویو آف ریلیجنز والی تحریرات کو رکھ کر اور دوسری طرف ان کی بعد زمانہ اختلاف کی تحریرات کو رکھکر ان کا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ یہ بھی نہ سہی۔ پیغام ہی کے فائلوں میں وہ کہیں دکھا دے۔ کہ اس میں ان تشریحات کے ساتھ جس سے ریویو کے فائل بھرے پڑے ہیں۔ یا بدوں کسی تشریح کے کبھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا گیا ہو۔ زیادہ نہیں۔ کوئی ایک ہی ایسا حوالہ دکھا دیا جائے۔

اوائل ایام ظہور میں پیغام کے اعلانات دربارۂ نبوت مسیح موعودؑ

میں اس جگہ یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ اوائل ایام میں اخبار پیغام میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے عقیدہ کا اعلان کیا جاتا رہا ہے۔ اس لئے اس بحث کے وقت اس زمانہ کے پیغام کو الگ رکھنا ضروری ہوگا۔ جبکہ اس میں یہ اعلان ہوا کرتے تھے۔ کہ

"ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں۔ کہ ......

...... ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں۔ اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالےٰ چھوڑ نہیں سکتے"۔

(پیغام جلد اول نمبر ۲۵ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)

"معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے۔ کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب (یا بلفظ دیگر پیغامی احباب نامہ نگار) یا ان میں سے کوئی سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوات والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے (یعنی پیغامی نامہ نگار) خدا تعالےٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں"۔ (پیغام جلد اول نمبر ۴۲ مورخہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

نئے پیغامی عقائد کا دور

غرض وہ پیغام کے اوائل ایام کا کوئی حوالہ لفظ نبی و رسول کے استعمال کے ثبوت میں پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس وقت وہ حسب اقرار خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے تھے۔ اس لئے ضرور تھا۔ کہ اس وقت کی ان کی تحریرات میں ان الفاظ کا استعمال موجود ہو۔ جیسا کہ اوپر مذکورہ بالا دو حوالوں سے روشن ہے۔ ہاں چونکہ اس کے بعد ان کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کی طرف سے اسی اخبار میں اعلان ہو گیا۔ کہ

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی بیخکنی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے"۔

اس لئے ظہور اختلاف کے بعد کے ایسے لٹریچر سے ان الفاظ کا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے "عام طور پر استعمال" تو سہی۔ کہیں شاذ و نادر کے طور پر بھی دکھا دیں تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کوئی ایسا حوالہ نہ ہو جیسا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے رسالہ "المہدی" میں ایک مخلص کا خط حضرت امیر قوم کے نام شائع ہوا تھا۔ جس میں اس مخلص نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا تھا۔ کہ:۔

"یہ سچ ہے۔ کہ ان میں بھی بے شک اتنی تخفیف ضرور تھی۔ کہ ان کو رسول و نبی کہلانے کا شوق ضرور تھا۔ جبھی تو ایک طرف لکھتے جاتے ہیں۔ کہ میں نبی ہوں۔ رسول ہوں۔ ساتھ ہی پھر گول مول حجت بنانے کی خاطر یہ بھی لکھتے جاتے ہیں۔ کہ میں مجازاً رسول ہوں۔ اور لغوی معنوں سے نبی ہوں۔ اسلامی اصطلاح پر نبی و رسول نہیں ہوں۔ ادھر وحی کا دعوےٰ ہے۔ تو دوسرے الہام کے مدعی ہیں۔ کبھی وحی رسالت کا دعوےٰ ہے۔ تو کہیں وحی ولایت کا اقرار ہے۔ تخفیف نہ ہوتی۔ تو صرف یہ کافی تھا۔ کہ مجدد ہوں۔ مہدی ہوں۔ مسیح ہوں۔ ملہم ہوں"۔ کیونکہ ہمیں اس بات سے انکار نہیں۔ کہ ایسے طور پر آپ لوگ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا ذکر کر لیا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان الفاظ کا عام طور پر استعمال

غرض ایڈیٹر صاحب پیغام کا یہ دعوے بالکل بجا اور درست ہے۔ کہ نبوت و رسالت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعتقاد رکھنا اور آپ کو عام طور پر نبی بتانا یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ جب تک حضور اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے۔ اس وقت تک اپنے لئے ان الفاظ کو نہ خود استعمال فرماتے تھے۔ اور نہ جماعت کو اس بات کی اجازت دیتے تھے۔ اور اس کی وجہ بھی یہی بیان فرماتے تھے۔ کہ عام طور پر ان الفاظ کا استعمال یہ دھوکہ پیدا کرتا ہے۔ کہ گویا آپ فی الواقعہ نبی اور رسول ہیں۔ لیکن جب وحی الٰہی کے تواتر نے آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور اپنے آپ کو فی الواقعہ نبی سمجھنے لگے۔ تو اس کے بعد آپ نے ان الفاظ کو اپنے لئے عام طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۲ء کے شروع سے یعنی جب سے غیر معاند علماء مخالفین نے یہ سوال اٹھایا۔ کہ حضور کا اپنی بعض تحریرات میں اپنے آپ کو ناقص نبی اور جزوی نبی بتانا یہ احتمال پیدا کرتا ہے۔ کہ آپ کو فی الواقعہ نبوت کا دعوے ہے۔ اس وقت سے لے کر کئی سال کے لیے عرصہ تک کبھی بھی قطعاً ان الفاظ کا اطلاق اپنے لئے نہ فرمایا۔ جس پر آپ کی اس زمانہ کی تصانیف شاہد ہیں۔ لیکن اس کے بعد کے زمانہ کی تصانیف اور تقریرات میں نہ صرف اس کا استعمال موجود ہے۔ بلکہ عام طور پر جو کثرت کی رو سے تواتر کا مترادف ہے۔ ان الفاظ کا اطلاق حضور نے اپنے اوپر کیا ہے اور اس وقت سے لے کر آج تک کا سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر اس اطلاق اور استعمال سے اس قدر نمایاں طور پر پُر ہے۔ کہ ایک اندھا بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

ایڈیٹر صاحب پیغام کا مکرر اعتراف

ایڈیٹر صاحب پیغام نے ایک اور طریق سے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام کے لئے عام طور پر نبی اور رسول کے الفاظ کو استعمال کرنا آپ کو نبی ماننے کی اور آپ کی نبوت کے اعتقاد کی ایک روشن دلیل ہے۔ اور وہ اس طور پر کہ ہم نے جو ۱۸ اگست گذشتہ کو ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ سے ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام کو توجہ دلائی تھی۔ اور مکرر اخبار الفضل ۲۴ اگست کے پرچہ میں ان سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ ظہور اختلاف سے قبل کی مولوی محمد علی صاحب کی اور نیز سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کو بغیر کسی کمی بیشی اور حاشیہ نویسی وغیرہ کے ان کی اصلی شکل میں شائع کریں۔ اور کسی مخالف یا موافق تحریر کو نہ چھوڑیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب پیغام نے اس بات کو اپنے اغراض کے منافی اور مخالف سمجھکر اس سے پہلو تہی کی تھی۔ اسے پسند نہ کرنے اور اس کو عمل میں نہ لانے کی وجہ ۲۰ نومبر کے پیغام میں یہ بتائی ہے کہ ایسا کرنے سے "عوام کو" "غلط فہمی" پیدا ہوتی ہے۔ اس غلط فہمی کی توضیح ایڈیٹر صاحب پیغام نے اس طرح پر کی ہے۔

کہ لفظ نبی کے ایک معنی تو لغوی ہیں۔ جو جملہ اولیاء امت پر صادق آتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق آتے ہیں۔ اور دوسرے اس لفظ کے وہ معنی ہیں۔ جن کے مصداق کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ پس اگر مولوی محمد علی صاحب کی یا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی سابقہ تحریرات کو اس پابندی اور التزام کے ساتھ شائع کیا جائے۔ جسے اس کھلی چٹھی میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ "جہاں تک ممکن ہو کسی مخالف یا موافق حوالہ کو عمداً نظر انداز نہ کریں۔ اور قطع نظر اس سے کہ وہ کسی فریق کے خلاف ہیں۔ یا تائید میں۔ ان کو ان کی اصلی صورت میں ایک کالم میں لکھیں" اور "بغیر کسی کمی بیشی یا حاشیہ نویسی کے انہی شرائط کی پابندی سے ترتیب دے کر شائع فرمائیں" تو اس سے عوام کو غلط فہمی پیدا ہو گی۔ کیونکہ وہ ان تحریرات سے جو بغیر کسی کمی بیشی اور حاشیہ نویسی کے شائع ہونگی۔ اس نتیجہ پر پہونچیں گے۔ کہ اس نبوت سے مراد وہ نبوت ہے۔ جس کا منکر کافر ہوتا ہے۔ نہ وہ نبوت جو تمام اولیاء امت میں پائی جاتی ہے پس اگرچہ یہ "بات تو معقول ہے" مگر چونکہ اس کا نتیجہ ہمارے مقاصد اور اغراض کے خلاف پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے قادیانیوں کا ہم سے یہ مطالبہ کرنا کہ ہم اس طور پر فریقین کی تحریریں شائع کریں ایک ظلم ہے۔

ایڈیٹر صاحب پیغام کا واویلا

چنانچہ ایڈیٹر صاحب پیغام نے اس کا نام "قادیانی انصاف کا نمونہ" رکھا ہے۔ گویا انہیں کسی "معقول بات" کی طرف توجہ دلانا ان پر ایسا ظلم و ستم ہے۔ کہ جسے وہ برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ اور ناچار انہیں اپنے اخبار میں لوگوں کے آگے یہ واویلا کرنا پڑتا ہے۔ کہ دیکھو یہ "قادیانی انصاف کا نمونہ" جس نے ہمیں پیس ڈالا ہے۔ کوئی ان قادیانیوں کو جا کر سمجھائے۔ کہ خدارا اس ظلم عظیم سے باز آئیں۔ اور آئے دن ہم سے ایسے مطالبات نہ کیا کریں۔ کہ "مولوی محمد علی صاحب کی وہ تمام تحریرات جو اس مسئلہ کے متعلق موجودہ اختلاف کے ظہور سے قبل کی سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں شائع شدہ ہیں بہ ترتیب تواریخ اشاعت مرتب فرمائیں اور جہاں تک ممکن ہو۔ کسی مخالف یا موافق حوالہ کو عمداً نظر انداز نہ کریں۔ اور قطع نظر اس سے کہ وہ کسی فریق کے خلاف ہیں۔ یا تائید میں۔ ان کو ان کی اصلی صورت میں ایک کالم میں لکھیں۔ اور دوسری طرف اسی طریق پر بالمقابل سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی وہ تمام تحریرات جو اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اور موجودہ اختلاف کے ظہور سے قبل کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ کے شائع شدہ لٹریچر میں آ چکی ہیں انہیں بھی علے الترتیب تاریخوار دوسرے کالم میں بغیر کسی کمی بیشی یا حاشیہ نویسی کے انہی شرائط کی پابندی سے ترتیب دے کر شائع فرمائیں"۔

ایڈیٹر صاحب پیغام فریقین کی سابقہ تحریرات سے لفظ نبی کے مذکورہ بالا دو معنوں میں سے اس کے اصل معنی (جو ان کے موجودہ خیالات کے خلاف ہیں) سمجھے جانے کا خطرہ ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"قادیانی صاحبان ایک ضروری امر سے اغماض کر جاتے ہیں۔ اور عوام کو اس سے اندھیرے میں رکھ کر غلط فہمی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ امر یہ ہے۔ جس کی طرف ہم بار بار توجہ دلا چکے ہیں۔ کہ لغوی معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ کیا جملہ اولیاء امت پر ہم لفظ نبی استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح استعمال کرنے سے کوئی شخص لغوی نبی کے منکر کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دے سکتا"۔

غرض اس جگہ بھی ایڈیٹر صاحب پیغام نے دبی زبان سے اس بات کا اظہار کیا ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عام طور پر نبی کے لفظ کو استعمال کرنا۔ خواہ اسے استعمال کرنے والے مولوی محمد علی صاحب ہوں۔ یا حضرت امام جماعت احمدیہ اس بات کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ کہ استعمال کرنے والے صاحب اس استعمال کے وقت یقیناً حضرت اقدس کی نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے۔

ایڈیٹر صاحب پیغام کیوں اس مطالبہ کو منظور نہیں کرتے

اس موقعہ پر ہم ایڈیٹر صاحب پیغام سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر یہ سچ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے جب کبھی حضرت اقدس کو نبی یا رسول بتایا ہے۔ اس سے ان کی مراد لفظ نبی سے لغوی نبی تھی اور لغوی نبی اب بھی وہ حضرت اقدس کو مانتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوات والسلام کی زندگی میں تو وہ ریویو آف ریلیجنز میں حضورؑ کو محض لغوی معنوں میں نبی سمجھنے کے باوجود بار بار حضورؑ کو نبی اور رسول لکھتے رہے۔ مگر اب اسی عقیدہ کے باوجود حضورؑ کا کبھی بھی نبی اور رسول کے الفاظ میں ذکر نہیں کرتے۔ اور جب ایڈیٹر صاحب پیغام کو یقین ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدسؑ کی موجودگی میں بھی حضورؑ کو محض لغوی معنوں میں ہی نبی بتایا کرتے تھے۔ اور ان کی سابقہ تحریرات سے اس سے زیادہ کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ تو ان تحریرات کو بغیر کسی کمی بیشی اور حاشیہ نویسی کے اب شائع کر کے وہ ہمارے مطالبہ سے بری الذمہ کیوں نہیں ہو جاتے۔ اور بجائے اسے پورا کرنے کے کیوں اسے قادیانی ظلم و ستم قرار دے کر اس سے پہلو تہی کر رہے ہیں؟ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں۔ کہ ان سابقہ تحریرات میں نہایت کثرت و تواتر کے ساتھ حضورؑ کو نبی اور رسول بتایا گیا ہے۔ اور اب انہیں ان تحریرات میں سے ان کے معانی الگ کر کے صرف لغوی نبی کے معنی میں قرار دینا ان کی طاقت سے باہر ہے۔ اور کوئی ایسی ترکیب انہیں ابھی تک نہیں سوجھی جس کے ذریعہ سے وہ ان تحریرات کے الفاظ سے سمجھے جانے والے معانی کو نکال کر کہیں پھینک دیں۔ اور ان کی بجائے کوئی اور معنی ان میں بھر دیں۔ کیونکہ وہ شائع ہو کر پبلک میں آ جانے کے بعد وہی معنی دے سکتی ہیں۔ جو ان کے الفاظ سے سمجھے جاتے ہیں۔ اور کوئی نئے معنی ان کے اندر پھونک کر بھرنے کی کوئی سبیل متصور نہیں ہے۔ اور جب تک ان تحریرات سے وہی معنی سمجھے جاتے ہیں۔ جو انکے لکھنے کیوقت لکھنے والے کے دل و دماغ میں تھے۔ اس وقت تک ان کو اپنے اخبار میں جگہ دینا آپکے منشاء کے خلاف اور آپ کے اغراض کے منافی ہے۔

خاکسار محمد اسماعیل۔ (مولوی فاضل) قادیان

۲۸ر دسمبر کی کارروائی

۲۸ر دسمبر کو رات سے ہی بہت تیز ہوا چلنے لگی۔ اور صبح کو کافی گہرا ابر بھی ہوگیا۔ لیکن جلسہ گاہ میں جو کھلے میدان میں تھی۔ لوگ جمع ہونے لگے۔ اور جلسہ کی کارروائی بھی زیر صدارت خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب علی گڈھ شروع کردی گئی۔ یعنی تلاوت اور نظم کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل کو میر قاسم علی صاحب کی بجائے "تاریخ آریہ سماج اور اس کے اختلافات" پر لیکچر دینے کے لئے کھڑا کیا گیا۔ لیکن ابھی انہوں نے چند تمہیدی امور ہی بیان کئے تھے۔ کہ بارش شروع ہوگئی۔ چونکہ سخت تیز ہوا اور بارش میں بیٹھنا مشکل تھا۔ اس لئے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہائی سکول کے کمروں۔ مسجد نور اور بورڈنگ ہائی سکول وغیرہ میں پناہ گزین ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب بارش تھم گئی۔ تو جلسہ گاہ بھرنی شروع ہوگئی۔ اور ۱۲ بجے کے قریب دوبارہ جلسہ شروع ہوا۔ اس وقت

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر

نے "ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پر تقریر کی۔ جناب نیر صاحب کا بیان نہایت دلچسپ اور ولولہ انگیز تھا۔ سامعین نے نہایت دلچسپی سے تقریر سنی۔ اور ایک بجے کے قریب جلسہ نماز کے لئے برخاست ہوا۔ نماز جمعہ کے بعد جب احباب جلسہ گاہ میں جمع ہوئے۔ تو پھر

بارش شروع ہوگئی

اور پہلے سے بہت زیادہ زور کی بارش ہونے لگی۔ کچھ دیر تو اس کے تھم جانے کا انتظار کیا گیا۔ اور مجمع بارش میں بھیگتا رہا لیکن جب بہت زیادہ پانی برسنے لگا۔ تو لوگ منتشر ہوگئے۔ اور مختلف مقامات میں جا ٹھہرے۔ ایک گھنٹہ کے قریب بارش ہوتی رہی آخر جب مینہ بند ہوا۔ تو

اعلان

کیا گیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ دعا کر کے جلسہ ختم کرنے کے لئے تشریف لائیں گے۔ اس پر لوگ دوڑ دوڑ کر جلسہ گاہ پر پہنچنے شروع ہوگئے۔ اور باوجود اس کے کہ فرش بالکل بھیگ گیا تھا۔ جو زمین پر معمولی گھاس بچھا کر بنایا گیا تھا۔ اور گیلریوں کے تختے بھی گیلے تھے۔ لوگ جلسہ گاہ میں بیٹھنے لگے۔

بارش برسنے پر لوگوں کا جلسہ گاہ سے اٹھنا اور پھر ذرا تھمنے پر بھاگ دوڑ کر واپس آنا ایک ایسا نظارہ تھا۔ جو دلوں پر خاص اثر ڈالتا تھا۔ اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ احباب اپنی جسمانی تکلیف کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے تقریریں سننے کے کس قدر مشتاق ہیں۔ اور جب یہ اعلان ہوا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح بذات خود جلسہ گاہ میں تشریف لا رہے ہیں۔ تو

احباب کی خوشی اور مسرت

کی حد نہ رہی۔ اور جہاں جہاں وہ کھڑے یا بیٹھے تھے۔ وہاں سے فوراً جلسہ گاہ کی طرف اٹھ دوڑے۔ اور ایک لمحہ میں جلسہ گاہ بھر گئی۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ بارش کی وجہ سے فرش بالکل بھیگ گیا تھا۔ ابھی ابر پورے طور پر چھایا ہوا تھا۔ ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ جس نے سردی میں بہت اضافہ کر دیا تھا۔ لیکن احباب نہایت شوق سے آ آ کر اس اطمینان سے گیلی زمین پر بیٹھتے۔ کہ گویا انہیں سردی کا کوئی احساس ہی نہیں۔ اور وہ نہایت آرام دہ گرم مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضرت اقدس کے تشریف لانے سے قبل تھوڑی دیر میں ہی جلسہ گاہ میں

عظیم الشان مجمع

ہوگیا۔ اور حضور کی آمد پر تمام مجمع نے نہایت پرزور

نعرہ تکبیر

بلند کیا۔ اس وقت چونکہ بارش تھمی ہوئی تھی۔ اس لئے دعا کرنے سے قبل حضور نے

مختصر سی تقریر

کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اور تقریر میں خدا تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ اس نے اپنے فضل سے سب احباب کے ساتھ ملکر دعا کرنے کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ جب بارش ہو رہی تھی۔ تو یہ خیال کر کے کہ تمام احباب کا ایک جگہ جمع ہو کر دعا کرنا مشکل ہے۔

ایک تحریر

لکھی گئی ۔ جس میں یہ لکھا گیا تھا۔ کہ سوا پانچ بجے میں دعا کروں گا سب احباب اپنے اپنے گھروں میں اس وقت دعا کریں۔ ابھی اس تحریر کی نقلیں ہی ہو رہی تھیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے بارش بند کر دی اور میں نے نقلیں کرنے والوں کو روک دیا۔

اس کے بعد حضور نے اس

علمی مضمون

کا ذکر فرماتے ہوئے جو اس دفعہ حضور نے بیان کرنا تھا فرمایا وہ تو بیان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اب وقت نہیں ہے۔ اس کے متعلق بعض نوٹ سنا دئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے مختصراً بتایا۔ کہ قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور اس کے مطالب عالیہ سمجھنے کے لئے کن امور پر غور کرنا ضروری ہے۔ اسی سلسلہ میں حضور نے

انگریزی ترجمۃ القرآن

کا دیباچہ لکھنے کا ذکر فرماتے ہوئے بتایا۔ کہ اس میں کن امور کو مدنظر رکھا جائیگا۔ اور وہ کیسے اہم اور ضروری ہیں۔ حاضرین کی درخواست پر حضور نے ایک دو باتیں بطور نمونہ بیان فرمائیں۔

حضور کی تقریر کے دوران میں بارش پھر شروع ہوگئی۔ مگر کیا مجال کہ کئی ہزار کے مجمع میں سے کسی ایک نے بھی اس کا کچھ خیال کیا۔ اور جب حضور نے

احباب کی تکلیف

کے خیال سے تقریر بند کرنی چاہی۔ تو ہر طرف سے شور برپا ہوگیا کہ حضور تقریر جاری رکھیں۔ بارش کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ ہم بڑی خوشی سے برستے پانی میں تقریر سننے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور احباب کے اشتیاق کو دیکھکر حضور نے سلسلہ تقریر جاری رکھا۔ ایک دفعہ پھر زور کا مینہ شروع ہوگیا۔ اور حضور پھر تقریر کرتے کرتے رکے۔ لیکن احباب نے درخواست کی۔ کہ حضور تقریر جاری رکھیں۔ ہم بڑے آرام سے بیٹھے ہیں۔ اس طرح

کئی منٹ تک بارش میں

اس عظیم الشان مجمع نے اس سکون اور اطمینان کے ساتھ تقریر سنی کہ کوئی ایک متنفس بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ اور نہ کسی قسم کی بے چینی کا اظہار کیا۔ اس وقت اگر حضور کو صحت اجازت دیتی۔ تو خواہ حضور کتنی دیر تک تقریر فرماتے۔ اور بارش جاری رہتی۔ تو بھی سارا مجمع بڑے اطمینان اور تسلی کے ساتھ تقریر سننے کے لئے تیار تھا آخر باوجود سخت نقاہت کے دو گھنٹہ کے قریب تقریر فرمانے کے بعد حضور نے سارے مجمع کے ساتھ ملکر

دعا

کی۔ اور پھر خدا تعالےٰ کے حضور

سجدۂ شکرانہ

کیا۔ کہ اس نے حضور کو سخت علالت کی حالت میں جلسہ میں شامل ہو کر تقریریں کرنے اور مل کر دعا کرنے کی توفیق بخشی۔ حضور کے ساتھ تمام مجمع بھی سجدہ میں گر گیا۔ اور اس پر جلسہ کا اختتام ہوا

اگرچہ بارش کی وجہ سے ۲۸ر دسمبر کو جلسہ باقاعدہ طور پر جاری نہ رہ سکا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی دوسری تقریر مفصل طور پر نہ ہو سکی۔ لیکن اس میں بھی

خدا تعالےٰ کی خاص مصلحت

کام کر رہی تھی۔ جلسہ سے کئی دن قبل سے حضور کی طبیعت علیل چلی آ رہی تھی۔ جس کی وجہ سے اس قدر ضعف و نقاہت ہوگئی تھی۔ کہ جب ۲۶ر دسمبر حضور جلسہ کا افتتاح کرنے کے لئے تشریف لائے۔ تو جلسہ گاہ کے دروازہ سے لے کر سٹیج تک حضور کو سہارا دے کر پہنچانے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ لیکن باوجود اس کے ۲۷ر دسمبر حضور نے مسلسل دو گھنٹہ تقریر فرمائی۔ اور ڈاکٹروں کے بار بار تقریر بند کر دینے کی درخواستوں کے باوجود فرمائی ۲۸ر کو بھی حضور اپنی صحت کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے یقیناً تقریر فرماتے۔ جو علمی مضمون پر ہونے کی وجہ سے

کئی گھنٹہ تک

جاری رہتی۔ مگر خدا تعالےٰ نے بارش کو بھیجکر ایسے حالات پیدا کر دئے۔ کہ طویل تقریر کا ہونا ناممکن ہوگیا۔

پھر اس سخت سردی کے موسم میں اور سامان کی کمی کی حالت میں بارش اور اس کے ساتھ تیز ہوا نے ملکر اس

اخلاص اور محبت

کے چہرہ سے کسی قدر نقاب سرکا دیا۔ جو جماعت احمدیہ کو اپنے محبوب اور مقدس امام کی ذات والاصفات کے ساتھ ہے۔ اور جس کے اظہار کا یہ ایک بہت معمولی سا موقعہ تھا۔ اس وقت ہر دیکھنے والی آنکھ دیکھ رہی تھی۔ اور ہر محسوس کرنے والا قلب محسوس کر رہا تھا۔ کہ حقیقی محبت اور سچے اخلاص کا جو نمونہ جماعت احمدیہ کے ہزاروں افراد پیش کر رہے ہیں۔ جن میں خدا کے فضل و کرم سے دنیوی لحاظ سے بھی بڑے بڑے

معزز اور صاحب حیثیت

انسان شامل ہیں۔ اس کی نظیر کسی اور جگہ ملنا ممکن نہیں۔ اس بات نے ان غیر احمدی معززین میں سے کئی ایک کے قلوب پر خاص اثر کیا۔ جو اس مجمع میں موجود تھے۔ اور انہیں اس بات کا کسی قدر

اندازہ ہو گیا۔ کہ احمدی قوم اپنے امام کی کس قدر شیدائی ہے۔ اور اس کے منہ سے دین کی باتیں سننے کا کس قدر شوق رکھتی ہے۔

خواتین کا جلسہ

خواتین کے جلسہ کے لئے علیحدہ جلسہ گاہ بنائی گئی تھی۔

اس جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ بعض اور اصحاب نے بھی تقریریں کیں۔ اور خواتین کی بھی تقریریں ہوئیں مفصل روئداد موصول ہونے پر شائع کر دی جائیگی۔

انتظام جلسہ

جلسہ کے منتظم اعلیٰ جناب میر محمد اسحٰق صاحب تھے۔

اور اندرون قصبہ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب اور بیرون قصبہ جناب خان محمد عبداللہ خاں صاحب اور حضرت میاں شریف احمد صاحب انچارج تھے پھر ہر ایک صیغہ کے علیحدہ علیحدہ انچارج اور ان کے ساتھ مددگار تھے۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے انتظام نہایت اعلیٰ اور تسلی بخش تھا۔ اور باوجود اتنے عظیم الشان مجمع کے اور سخت سردی اور غیر معمولی طور پر موسم کے خراب ہونے کے کوئی ناگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک

غیر احمدی اور ہندو اصحاب

اس دفعہ ریل آنے کے باعث یہاں بہت سے ایسے ضعیف کمزور اور مسن لوگ جلسہ میں شامل ہوئے۔ جو پہلے نہ آسکتے تھے۔ وہاں بہت سے ہندو غیر احمدی اور غیر مبایع اصحاب بھی دور دراز علاقوں سے تشریف لائے۔ ضعیف العمر آنے والوں میں چنگا بنگال ضلع جہلم کی ایک عورت کے متعلق بتایا گیا کہ اس کی عمر سو سال سے زیادہ ہے۔ وہ پہلے احمدیت کی سخت مخالف تھی۔ اور اس کا ایک لڑکا جو احمدی تھا اس کی بہت مخالفت کیا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ اسے گھر میں نہ داخل ہونے دیتی تھی۔ اور اپنی وضع کی اتنی پابند تھی۔ کہ سوائے اپنے گھر کے آج تک کہیں وہ رات کو نہیں رہی۔ اب اسے خدا تعالےٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔ اور وہ یہاں آئی ہے۔ اور ساری عمر میں اس نے اب کے پہلی بار ریل گاڑی دیکھی ہے۔

ہندو اصحاب میں ایک صاحب ہندو یونیورسٹی بنارس کے پروفیسر بھی تھے۔ تمام ہندو دوستوں کے لئے علیحدہ ہندو باورچی کے ذریعہ کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ غیر احمدی اصحاب بھی بہت کثیر تعداد میں تشریف لائے۔ جن میں بڑے بڑے سرکاری عہدیدار مجسٹریٹ۔ وکلاء بیرسٹر۔ رؤسا علیگڑھ اور اسلامیہ کالج لاہور کے بعض پروفیسر صاحبان و طلباء بھی تھے۔ ایسے تمام اصحاب کے آرام و آسائش کا خاص طور پر خیال رکھا گیا۔

مہمانوں کی تعداد

امسال جلسہ پر آنے والوں کی تعداد کا اندازہ ۲۰ ہزار کیا جاتا ہے۔ مہمانوں کی اس کثرت کی وجہ سے بہت سے مکانات مقامی ہندوؤں سے بھی لینے پڑے۔ پنجاب کے تمام اضلاع اور ہندوستان کے مختلف حصص کے علاوہ ملایا۔ کابل۔ اور ہاربلیس سے بھی کچھ احباب تشریف لائے مگر دو ذراح کے ہندو اور سکھ بھی مختلف اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔

مردوں کے علاوہ عورتیں اس سال اس کثرت سے آئیں۔ کہ ان کی مجوزہ جلسہ گاہ میں جو بہت وسیع ہے۔ بہت کچھ اضافہ کرنا پڑا

حضرت اقدس سے ملاقات

حضرت خلیفۃ المسیح باوجود کمزوری طبع کے ۲۶ ر دسمبر سے ۲۹ ر دسمبر تک صبح ۷½ بجے سے ۹½ بجے تک اور شام ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک مختلف جماعتوں سے ملاقات فرماتے رہے۔ ملاقات کرنے والی جماعتیں مقررہ وقت سے بہت قبل حاضر ہو جاتیں اور سخت سردی میں کئی کئی گھنٹے بخوشی منتظر بیٹھی رہتیں۔ سخت کمزوری طبع کے باعث بعض اوقات حضور کو ۱۵۔۲۰ منٹ کے لئے ملاقات کا سلسلہ بند بھی کرنا پڑا۔ مگر طبیعت کے بحال ہونے پر حضور فوراً احباب کو شرف ملاقات بخشنا شروع فرما دیتے۔

بیعت

۲۷ دسمبر کو ۲۵۷ مردوں نے اور ۲۹ کو تقریباً ۴۰ دوستوں نے بیعت کی۔ عورتوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

واپسی

۲۸ تاریخ کو رات کی گاڑی سے واپسی شروع ہو گئی۔ اور ۲۹ کو گاڑیاں خوب بھری ہوئی گئیں۔

محکمہ ریلوے کا قابل تعریف انتظام

ریلوے والوں نے بہت تھوڑے وقت میں جلسہ پر آنے والوں کے آرام اور سہولت کے لئے گاڑیاں چلانے کا جو انتظام کیا۔ وہ بہت قابل تعریف تھا۔ ۱۹ ر دسمبر پہلی گاڑی امرتسر سے قادیان کیلئے چلی۔ اور ۲۰ سے چوبیس تک تین گاڑیاں آتی جاتی رہیں۔ لیکن جب جلسہ کے مہمانوں کی آمد میں بہت اضافہ ہو گیا۔ تو ۲۵ سے ایک سپیشل ٹرین جاری کر دی گئی۔ جو ۲۸ تک چلتی رہی اور ۲۹ ر کو پانچ گاڑیاں چلیں۔ ۲۸ ر دسمبر ڈی۔ ٹی۔ ایس خود قادیان تشریف لائے۔ تاکہ مسافروں کی سہولت اور آرام کو مد نظر رکھکر قادیان سے ٹرینوں کی روانگی کے اوقات مقرر کریں۔ اور پھر ٹریفک انسپکٹر صاحب کو یہاں تعینات کیا گیا۔ تاکہ اگر مقررہ اوقات کے درمیان گاڑی کی ضرورت پیش آئے۔ تو وہ اپنے حکم سے بلا توقف جاری کر دیں۔ اس طرح جلسہ پر آنے والے اور واپس جانے والے اصحاب کو بہت آرام رہا۔ سٹیشن کے عملہ میں بھی اضافہ کیا گیا۔ دو ٹکٹ کلکٹر اور ۲ بکنگ کلرک زائد کئے گئے مددگار سٹیشن ماسٹر ۲۸ ر کو آیا۔ اس سے قبل بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر اور ان کے اسسٹنٹ ہی دن رات کام کرتے رہے۔ بابو صاحب موصوف نے دن رات نہایت محنت اور کوشش سے کام کیا۔ اور مسافروں کو آرام اور سہولت بہم پہنچانے میں ہر طرح کوشش کی۔ ان کے ماتحت عملہ نے بھی اپنے فرائض بہت خوش اسلوبی سے ادا کئے۔ چونکہ اتنے بڑے ہجوم کے مقابلہ میں سٹیشن کا عملہ بہت تھوڑا تھا۔ اس لئے والنٹیرز نے بھی ہر طرح امداد دی

بعض مقامات سے احباب کو قادیان تک کا ٹکٹ باوجود باصرار مطالبہ کرنے کے نہ مل سکا۔ اور انہیں مجبوراً بٹالہ کا ٹکٹ لینا پڑا۔ لیکن قادیان پہنچکر انہوں نے خود بٹالہ سے قادیان تک کا دوگنا کرایہ ادا کر دیا۔ اور ہر طرح ریلوے قواعد کی پابندی کی گئی

ریلوے والوں نے عام طور پر بہت اچھا سلوک مہمانوں سے کیا۔ اور ہر ممکن امداد بہم پہنچائی۔ لاہور سٹیشن پر ایک عورت کا ٹرنک جس میں تقریباً ۵۰۰ کی مالیت کی اشیاء تھیں۔ رہ گیا۔ اور وہ امرتسر آنے والی گاڑی پر سوار ہو گئیں۔ راستے میں اگر اس بات کا علم ہوا اگر جب تار دیا گیا۔ تو ریلوے والوں نے نہایت کوشش سے ٹرنک تلاش کر کے بھجوا دیا۔ اگرچہ بعض ٹی ٹی صاحبان نے نامناسب سختی سے کام لیا۔ نیز بعض سٹیشنوں پر ٹکٹ حاصل کرنے میں بھی تکلیف ہوئی اور قادیان کے ٹکٹ نہ مل سکنے کی وجہ سے زائد کرایہ ادا کرنا پڑا۔ تاہم تھوڑے سے وقت میں محکمہ ریلوے نے جس عمدگی سے گاڑیاں چلانے کا انتظام کر کے جلسہ پر آنے والے اصحاب کو آرام پہنچایا ہے۔ اس کے لئے ہم ان کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔

کتب

حسب دستور سابق اس سال بھی بہت سی کتب جلسہ کے موقعہ پر شائع ہوئیں۔ بک ڈپو نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی گذشتہ سالانہ جلسہ کی تقریریں۔ نیز حضور کی ۱۷ ر جون کے جلسہ کی تقریر کے علاوہ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۸ء اور حضور کا تبصرہ نہرو رپورٹ پر کتابی شکل میں شائع کیا۔ نیز ان تقریروں کا مجموعہ بھی شائع کیا۔ جو غیر مسلموں نے ۱۷ ر جون کے جلسوں میں کیں۔ اس کے علاوہ بابو فخر الدین صاحب مالک کتاب گھر قادیان نے حضرت مسیح موعود کا پاکیزہ کلام یعنی درثمین اور حضور کا مشہور و معرکۃ الآرا مضمون اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ اور دیدہ زیب صورت میں عمدہ کاغذ اور طباعت کے ساتھ شائع کرنے کے علاوہ احمدیہ پاکٹ بک۔ ادعیۃ القرآن۔ ادعیۃ الاحادیث۔ نماز مترجم شائع کی ہیں۔ میاں محمد یامین صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی تصنیف درود شریف اور سید عبدالمجید صاحب منصوری کی تصنیف نور ہدایت شائع کی ہیں۔ نصیر بک ایجنسی نے پنجابی کی ایک نظم ریل نامہ شائع کی۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بھی سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمبر ۳ حصہ شائع کیا۔ جس کے متعلق حضور نے فرمایا۔ کہ ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ خرید کر اپنے پاس رکھے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب کی تشویشناک علالت

جیسا کہ احباب کو وقتاً فوقتاً اطلاع دی جاتی رہی ہے جناب حافظ روشن علی صاحب ایک عرصہ سے علیل چلے آرہے ہیں۔ جلسہ سالانہ سے کچھ دن قبل علالت بہت بڑھ گئی تھی۔ لیکن خدا تعالےٰ کے فضل سے پھر کسی قدر افاقہ ہو گیا۔ اور آپ ایک دن جلسہ میں بھی تشریف لے گئے۔ اور تھوڑی دیر سٹیج پر بیٹھے رہے۔ لیکن ۲۹ ر دسمبر کی شام کو آپ پر بیماری کا سخت خطرناک حملہ ہوا۔ یعنی دماغ میں جریان خون کا عارضہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے دائیں پہلو کے اعضاء پر فالج گرا گویائی میں بہت فرق آگیا۔ اور نہایت ہی نازک حالت ہو گئی۔ لیکن چند گھنٹہ کے بعد خطرناک علامات کم ہو گئیں۔ تمام رات جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب آپ کی نگرانی کرتے رہے۔ اور کئی اصحاب نے بھی تیمارداری میں حصہ لیا۔ اگرچہ آج ۳۰ ر دسمبر کو خطرناک علامات میں تخفیف

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)